اِنۡ هُوَ اِلَّا ذِكۡرٌ لِّلۡعٰلَمِيۡنَ ﴿۸۷﴾ وَ لَتَعۡلَمُنَّ نَبَاَهٗ بَعۡدَ حِيۡنٍ ﴿۸۸﴾

(38-87-88)

(خلاصہ) یہ قرآن اقوام عالم کے لئے نصیحت آموز تاریخ کے سوااور کچھ بھی نہیں ہے اور ضرور جان لوگے تم اس کی ایسی خبر۔ کچھ وقت تو گذرنے دو

تاریخ اسلام قرآن کے آئینہ میں

میلاد رسول کے ایام سے لیکر

سندھ ساگر اکیڈمی

عزیز اللہ بوہیو

P.O خیر محمد بوہیو تحصیل و ضلع نوشہرو فیروز سندھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَ اِذَا الرُّسُلُ اُقِّتَتۡ ﴿۱۱﴾ لِاَیِّ یَوۡمٍ اُجِّلَتۡ ﴿۱۲﴾ لِیَوۡمِ الۡفَصۡلِ ﴿۱۳﴾ (13 تا 11-77)

(خلاصہ) اور جب سارے رسول (اپنی عمروں کے حوالہ سے) وقت دئے گئے ہیں کہ کس پیریڈ تک موت کی گھڑی دی گئی ہے ان کو، اتنے تک جو رب تعالیٰ انکے عمل رسالت کی ڈیوٹی کے حوالہ سے لوگوں کے ساتھ فیصلہ کرے (کہ میرا پیغام تم تک پہنچایا نہیں)

یہاں تک جملہ انبیاء کی عمروں کے تعین کی بات ہو چکی

سورت القدر کی آیت نمبر تین میں جناب خاتم الانبیاء علیہ السلام کی عمر مبارک ایک ہزار ماہ یعنی نبوت کا عرصہ 83 سال چار ماہ بتایا گیا۔

آیت نمبر چار میں لیلۃ القدر کی مقدار ہزار ماہ بتائی گئی۔

آیت نمبر پانچ میں جناب رسول کی ڈیوٹی اور اسکا طریقہ بتایا گیا ہے۔

ان سب باتوں کی تفصیلات اس کتاب کی اندر پڑھیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

یہ کتاب بنام "تاریخ اسلام قرآن کے آئینہ میں" پہلے مختصر مضامین کی شکل میں لکھ کر نیٹ کے اوپر لا چکا ہوں اب کچھ مزید اضافوں کے ساتھ جناب خاتم الانبیاء علیہ السلام کی عمر مبارک سے متعلق قرآنی دلائل کے ساتھ جو متعلق امور کا واقع ہونا لازمی بنجاتا ہے انکو قارئین کی خدمت میں براء اطلاع اور براء سوالات خدمت میں لانا ضروری سمجھتا ہوں۔ سو اسی نام سے جو بھی اضافی متعلقات میں لانا چاہتا ہوں وہ پہلے کے نیٹ پر رکھے ہوئے سندھی اردو مضامین کو ملا کر اس نئے ایڈیشن میں جمع کر کے لا رہا ہوں۔ سو قارئین سے اس سلسلے میں یہ معذرت کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ میں پہلے کے مضامین میں کوئی کمی پیش نہیں کر رہا اسلئے کئی ساری باتوں کا تکرار لازمی ہو گا سو انکو دوبارہ دوبارہ پڑھنے کی جو آپکو مشقت ہو گی اسکے لئے معذرت خواہ ہوں۔

اس لئے مقدمہ کے مضمون میں بھی میں ضروری سمجھتا ہوں کہ اسکے اندر جناب خاتم الانبیاء علیہ السلام کی حیات طیبہ یعنی عمر مبارک کی مقدار کا تعین قرآن حکیم کی روشنی میں دوبارہ بھی پیش کروں۔

سو پہلے رب تعالیٰ کی جانب سے اسکے سارے رسولوں کی میعاد عمر سے متعلق متعین کرنے کی بات:

وَ اِذَا الرُّسُلُ اُقِّتَتْ ﴿۱۱﴾ لِاَیِّ یَوْمٍ اُجِّلَتْ ﴿۱۲﴾ لِیَوْمِ الْفَصْلِ ﴿۱۳﴾ وَ مَاۤ اَدْرٰىكَ مَا یَوْمُ الْفَصْلِ ﴿۱۴﴾ وَیْلٌ یَّوْمَىٕذٍ لِّلْمُكَذِّبِیْنَ ﴿۱۵﴾ (سورۃ المرسلات 77۔ آیت نمبر 11 تا پندرہ) (خلاصہ) جب کہ سارے رسول (بغیر استثنا کے) وقت دئے گئے ہیں کہ کون سے پیرڈ کیلئے اجل مقرر کیا گیا ہے انکا (یعنی انکا میقات موت کتنا ہے؟) ان کا یہ اجل فیصلہ کے فیصل ہو جانے تک ہے۔ تو کیا جانے کہ فیصلہ کا وقت کیا ہے؟ ہلاکت ہے ہمارے ایسے اصولوں کو جھٹلانے والوں کیلئے۔

قارئین بھائیو! رب تعالیٰ نے جو فیصلہ کی گھڑی کو عمر کی میقات اور میعاد قرار دی ہے تو سوچنا ہو گا کہ فیصلہ کس چیز کا؟ فیصلہ کن لوگوں کا؟ فیصلہ کس قسم کا؟ سو ان سوالات کا جواب قرآن حکیم خود بتا رہا ہے کہ وَ مَا كُنَّا مُعَذِّبِیْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا ﴿۱۵﴾ (سورت الاسراء 17۔ آیت نمبر 15) یعنی نہیں رہی یہ ریت ہماری کہ عذاب دیں ہم لوگوں کو اس

سے پہلے کہ جب تک ان میں ہمنے اپنے رسول ہی نہیں بھیجے۔ یعنی پہلے رسول پھر احتساب اور عذاب یعنی ہمارے رسول لوگوں کے پاس جاکر انکو اچھے اعمال کی عوض خوشخبری سناتے ہیں اور برے اعمال کی پاداش میں ڈراتے بھی ہیں (56-25) سو میرے رسولوں کی طرف سے لوگوں کو جب رسالت کا پیکیج مل جائے گا، نیکی بدی کا علم لوگوں تک پہنچ جائے گا پھر مجھے لوگوں سے احتساب کا حق پہنچتا ہے ورنہ بے خبر لوگوں کو سزا دینا میرے دستور میں نہیں ہے سو یہ ہوا فیصلہ کا وقت تو اسکی مزید تشریح یہ ہوئی کہ رب تعالیٰ جو اپنے رسولوں کو ڈیوٹی دیتا ہے تو انکو انکی رسالت اور ڈیوٹی کی رینج اور مقدار بھی بتاتا ہے کہ تیرا کام اتنا اتنا ہے ہم تجھے اتنی اتنی عمر دیتے ہیں اسمیں تجھے اپنی رسالت کی ڈیوٹی مکمل کرنی ہے۔ یہاں میں شروع میں رسولوں کو ڈیوٹی کی رینج کا مثال دوں جناب ابراہیم اور جناب محمد علیہما السلام کی ڈیوٹی جملہ انسانوں کے لئے تھی۔(124-2) (158-2) اور باقی انبیاء علیہم السلام کی ڈیوٹی صرف اپنی اپنی قوم کی طرف تھی۔ اسکے لئے رب تعالیٰ نے نوح، لوط، یونس، عاد، ھود، صالح، موسیٰ، عیسیٰ علیھم السلام کے نام ان کی قوموں کے ساتھ قرآن حکیم میں الگ الگ ذکر فرمائے ہیں اور باقی لوگوں کے لئے فرمایا کہ وَاِنۡ مِّنۡ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيۡهَا نَذِيۡرٌ ﴿۲۴﴾ (24-35) یعنی ہم نے کوئی امت نہیں چھوڑی جس کی طرف نبی نہ بھیجا ہو۔ فَلَنَسۡـَٔلَنَّ الَّذِيۡنَ اُرۡسِلَ اِلَيۡهِمۡ وَلَنَسۡـَٔلَنَّ الۡمُرۡسَلِيۡنَ ۙ﴿۶﴾ (6-7) یعنی اللہ کی عدالت کوئی خانقاہی لنگر خانہ نہیں ہے ہم لوگوں سے بھی پوچھیں گے کہ تمہارے پاس ہمارے رسول آئے تھے پھر تم انکے کہے پر کیوں نہیں چلے اور ہم اپنے رسولوں سے بھی پوچھیں گے کہ تم نے اپنی ڈیوٹی کہاں کہاں تک پہنچائی کس کس کو پہنچائی مطلب کہ یوم الفصل انفرادی بھی ہے اور اجتماعی بھی ہے اجتماعی یوم الفصل قیامت کبریٰ ہے (40-44) اور انفرادی یوم الفصل (13-77) ہے جس پیغام رسالت پہنچانے سے ہر امتی پر اتمام حجت ہو جائے کہ میرا پیغام احتساب تم تک پہنچ چکا تھا اگرچہ وہ اللہ کا پیغام توحید شرک کے خلاف انبیاء کی دنیاوی حیاتی کے بعد کسی بھی ایکس وائی زیڈ ذریعے سے پہنچا ہو خواہ اومائی گاڈ یا پی کے فلم کے ذریعے سے ہی کیوں نہ پہنچا ہو! مطلب کہ انسان کو جس سورس سے بھی پیغام ہدایت ملے اسکا ابتدائی منبع اللہ کے رسولوں کا پہنچایا ہوا ہدایت کا پیکیج ہوتا ہے اسی لئے تو رب تعالیٰ نے فرمایا کہ میں اتنے تک کسی کو عذاب نہیں دوں گا جتنے تک کسی کے پاس میرا پیغام نہ پہنچا ہو۔ بہر حال اللہ کے اس انداز پیغام رسانی میں انبیاء اللہ کی ابتدائی محنت کا دخل

ضرور ہوتا ہے سو اللہ کے رسولوں کی اس مشن میں انکے کاموں کی رینج کے مطابق ایک ایک امتی تک جو اسکی زندگی میں زندہ موجود ہوتے ہیں ان تک پیغام پہنچانے کی ذمہ داری بھی ہوتی ہے پھر اسکے موافق اسکو عمر بھی دی جاتی ہے ویسے بنی اسرائیلیوں نے اپنے بائیبل کے ذرائع سے جناب ابراہیم علیہ السلام کی عمر 175 سال لکھی ہے جناب اسماعیل علیہ السلام کی عمر 137 سال لکھی ہے اور جناب موسی علیہ السلام کی عمر 125 سال لکھی ہے اور قرآن حکیم نے جناب خاتم الانبیاء علیہ السلام کی نبوت ملنے سے پہلی والی چالیس سال عمر ملائی جائے تو کل 123 سال چار ماہ بنجاتی ہے جسکا حوالہ سورت القدر 97۔ آیت نمبر تین اور چار ہے۔ بعض لوگ لیلۃ القدر خیر من الف شہر کے ترجمہ میں لیلۃ القدر کو بارہ گھنٹے کی رات قرار دیتے ہیں لیکن پڑھنے والے اگر غور کریں گے تو اگلی آیت (4-97) کھول کر بتارہی ہے کہ اسی ہزار ماہ کی رات میں تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَ الرُّوْحُ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ۚ مِنْ كُلِّ اَمْرٍ ﴿۴﴾ یعنی اس ہزار ماہی رات میں مسلسل لگاتار نزول ملائکہ اور نزول قرآن ہوتا رہے گا اگر کوئی صیغہ تنزل میں جو زمانہ حال اور مستقبل دونوں ہیں جس سے زمانہ استقبال سے ہزار ماہ تک کا استمرار ثابت ہوتا ہے جسکی معنی ہے نزول ملائکہ اور نزول قرآن کا ایک ہزار ماہ تک جاری رہنا کوئی سارا قرآن مروج رات کے بارہ گھنٹوں میں تو نہیں بھیجا جا سکتا جبکہ قرآن اتارا ہی حالات اور واقعات کے تحت بھی گیا ہے پھر حدیث سازوں کو اپنی چوریاں چھپانے کیلئے یہ کہنا پڑا کہ قرآن پہلے مکمل حساب سے دنیاوالے آسمان تک اتارا گیا ہے اسکے بعد وہاں سے تھوڑا تھوڑا کر کے نیچے نازل کیا گیا ہے جبکہ انکی یہ بات بھی بغیر دلیل کے ہے نزول وحی کا قرآن حکیم میں کئی بار ذکر کیا گیا ہے جس میں نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ ﴿۱۹۳﴾ عَلٰى قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ ﴿۱۹۴﴾ (193-26) (97-2) یعنی جناب رسول کے قلب مبارک پر نزول قرآن کا ذکر تو کیا گیا ہے لیکن آسمان دنیاوی کو اسٹیشن بنا کر وہاں تک نزول کی بات سارے قرآن میں کہیں نہیں کی گئی اس سے ثابت ہوا کہ قرآن حکیم کو پہلے دنیاوالے آسمان تک اتارا گیا پھر تھوڑا تھوڑا کر کے نیچے نازل کیا گیا یہ علم حدیث بنانے والوں کا جھوٹ ہے جس کا حقیقت کے ساتھ کوئی بھی تعلق نہیں ہے۔

سورۃ القدر کی آخری آیت سے عمر کا استدلال

جناب قارئین! آیت کریمہ پانچ میں یہ کہ سَلٰمٌ ۛ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ ۝ (5-97) یعنی جو آیت نمبر چار میں بتایا گیاہے کہ نزول ملائکہ اور نزول قرآن ہزار ماہ تک دھیرے دھیرے نازل ہوگا (106-17) رسالت کے اس پیکیج سے دنیاوالوں کو سلامتی دینی ہے، امن دیناہے جس امن اور سلامتی سے کائنات کے افق کے اوپر ہدایت کا صبح ابھر آئے صبح ہدایت کا طلوع ہو جائے۔

محترم قارئین! سوال ہے کہ یہ نزول ملائکہ اور قرآن اکٹھے کیوں؟ اکیلا قرآن بغیر ملائکہ کے کیوں نہیں؟ اس سوال کے جواب کیلئے سورت الحج 22 کی آیت نمبر 52 پڑھی جائے جس میں رب تعالیٰ فرماتاہے کہ میرے رسولوں اور انبیاء میں سے جنھوں نے بھی اپنی چاہتوں سے اور آرزوں سے رسالت کی مشن کو منظم کرکے کام کو آگے بڑھاناچاہاتو شیطان قسم کے لوگوں نے انبیاء علیھم السلام کی آرزوؤں کی اسکیم میں خلل ڈالے اور وہ خلل لفظی ہوا کرتے تھے پھر منسوخ کردیتاتھااللہ انکی خلل والی ملاوٹوں کو یعنی شیطانی القائات کو جسکے ساتھ محکم ہو جاتی تھیں اللہ کی آیات۔

محترم قارئین! ایسی ساری شیطانی القائات ملاوٹیں انبیاء علیہ السلام کی مشن رسالت میں روڑے اٹکانے والی تھیں اور اللہ کے ملائکوں میں سے کئی ملائکوں کی ڈیوٹی بھی رسالت کی ہے (1-35) یعنی اللہ کے نظام کے اندر جو کمیو نیکیشن کا محکمہ ہے جس میں اسکے رسولوں نے جو انسانی آبادیوں میں اللہ کے علم وحی کی رسالت سرانجام دی ہے تو انکے ساتھ ان کو علم وحی عطاکرنے کے وقت سے ہی تَنَزَّلُ الْمَلٰٓىِٕكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ۚ مِنْ كُلِّ اَمْرٍ ۝ (4-97) یعنی قرآن کے نزول کے وقت سے لیکر جن ملائکوں کی رسالت کی ڈیوٹی تھی انکو بھی قرآن کے نزول سے لیکر اسکے بلاغ اور رسالت تک انکو مامور کیاگیا کہ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝ (9-15) کے کام میں تمھیں بھی ڈیوٹی دینی ہے یعنی انسان رسولوں کے کام میں ملائک رسولوں کی بھی ڈیوٹی لگائی ہوئی ہے۔ میں نے گذارش کی کہ آیت سَلٰمٌ ۛ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ ۝ (5-97) سے جناب رسول علیہ السلام کی عمر مبارک ملتی ہے وہ یہ کہ دنیا بھر کے افق کو مطلع کو صبح ہدایت سے روشن کردو اس بات کا ہدف دنیاوالوں کو معاشی مساوات پر چلاؤ (10-41) جو کوئی کسی کا غلام نہ رہے (7-39) مرد اور عورتیں سب برابر رہیں سواء دوسری شادی کی عدت کے مسئلہ کے وغیرہ وغیرہ بہر حال رب تعالیٰ نے یہ سارے کام بغیر جنگیں کرنے لشکر کشی اور ملک گیری کرنے کے سلامتی کی راہ سے کرنے کا

حکم دیاہے جس کے اوپر جناب رسول نے پوری طرح عمل کرکے دنیابھر کی قوموں کو اسلام کا قائل بنادیاتھاتو یہ اتنا بڑاکام جو اللہ نے اپنے رسول کو ذمے لگایاتھاسو اسکے لئے بتایاجائے کہ کتناعرصہ درکار ہو گا؟ جناب رسول کی 23 سال کی مدت نبوت تو فتح مکہ تک ہی ختم ہو گئی سو رب تعالیٰ نے جو فتح مکہ کے بعد اپنے نبی کو حکم دیا کہ فَاِذَا فَرَغۡتَ فَانۡصَبۡ ۙ﴿۷﴾ وَ اِلٰی رَبِّکَ فَارۡغَبۡ ﴿۸﴾ (94-7-8) یہ حکم ہے فتح مکہ سے فراغت کے بعد کا یہ حکم ہے انقلاب قرآن کو بین القومی حدود میں کامیابی کے بعد اسے بین الاقوامی عالمگیر دائروں میں عالمی ممالک تک پہنچاناہے بلکہ فَسَبِّحۡ بِحَمۡدِ رَبِّکَ وَ اسۡتَغۡفِرۡہُ ؕ اِنَّہٗ کَانَ تَوَّابًا ﴿۳﴾ (110-3) یعنی تیرے رب کے نظام ربوبیت کو اسکی حاکمیت کو اتنا مستحکم رکھناہے جو واستغفرہ اسے مترفین مفت خوروں کے خارجی حملوں سے بھی بچائے رکھناہے۔ اے میرے نبی! ہم نے جو آپ کو شریعت دے رکھی ہے اسکا غرض ہر وقت ذہن میں رہے کہ وَ لِتُجۡزٰی کُلُّ نَفۡسٍۭ بِمَا کَسَبَتۡ وَ ہُمۡ لَا یُظۡلَمُوۡنَ ﴿۲۲﴾ (45-22) یعنی ہر محنت کش کو اسکی محنت کا صلہ مل جایا کرے انکے ساتھ ظلم زیادتی برداشت نہیں کی جائے گی اے محمد! انقلاب لانے کے سنگ بنیاد رکھنے کے لئے ہم نے آپ کو تیئیس سال دئے جو کہ تیری نیشنل ازم پر مبنی حکومت فتح مکہ سے قائم ہو گئی اب اس انقلاب کو حتی مطلع الفجر کی لامحدود وسعتوں میں اسے مستحکم رکھنے کا راز یہ ہے کہ دنیا بھر میں کسی محنت کش کی محنت کا استحصال نہ کیاجائے حق نہ مارا جائے سو اس کام کیلئے تجھے بنیاد قائم کرنے کے لئے جو عمر تیئیس سال دی تھی اب اس سے وسیع دائروں میں اسے ایکسپورٹ کرنے کیلئے مزید ساٹھ سال اور چار ماہ دیکر تیری عمر کو ہم اور ڈبل کر رہے ہیں سو جان لیاجائے کہ علم حدیث بنانے والوں نے تیری مدت نبوت گیارہ ہجری تک غلط لکھی ہے تیری نبوت والی عمر 83 سال چار ماہ ہے یعنی 71 ہجری تک۔

اب جو ہر طرح سے قرآن حکیم نے جناب خاتم الانبیاء علیہ السلام کی ٹوٹل عمر مبارک علم وحی کی ہدایات سے (5-4-3-97) (12-11-77) (15-46) کھول کھول کر 123 سال چار ماہ بتادی ہے تو آیت کریمہ (52-22) والے شیاطین جل بھن اٹھے پھر بھی انھوں نے سوچا کہ ہم جو جناب رسول کی عمر میں ساٹھ سال کی کٹوتی کرکے اسکی عمر نبوت کل تیئیس سال بتارہے ہیں سو اپنی اس چوری کو بچانے کیلئے ڈاکہ کو بچانے کیلئے قرآن سے علم دین اور علم تاریخ لینے کے اوپر بندش عائد کرکے اسپر بڑے پہرے لگانے ہوں گے۔ کہ کوئی بھی امامی علوم کو چھوڑ کر دین اسلام قرآن

سے حاصل نہ کرے۔ سو علمی دنیا کے لوگوں سے مخفی نہیں ہے خلفاء قریش اور جاء نشینیان رسول کی حکومت کے خلاف اتحاد ثلاثہ یہود مجوس و نصاریٰ کی تارپیڈو سازشوں نے اپنوں میں سے کئی نسلوں کا مکسچر بنا کر عُتُلٍّ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ ﴿۱۳﴾ (68-13) خود کو عرب عباسی کہلا کر جناب رسول کے چچازاد بن کر پھر لقب اٰل محمد کے استحقاق کیلئے جناب رسول کو اسکی حیات میں ہی اپنی روایات میں وفات مشہور کرادی اور سن 71 ہجری میں وفات پانے والے رسول کی وفات گیارہ ہجری اپنی حدیثوں میں لکھی۔ اس مقام پر علمی دنیا کے مشاہیر سے میرا سوال ہے کہ جن شیاطین (52-22) نے جناب رسول علیہ السلام کی حیات طیبہ قرآن سے بتائی ہوئی سے عمر مبارک کے ساٹھ سال کاٹ دئے اتنی بڑی عمر کو بلیک آؤٹ کر دیا تو کیا بقیہ گیارہ ہجری سے پہلے والی تیئیس سالہ دور نبوت کے عرصہ کا جو تعارف اپنی احادیث میں انھوں نے پیش کیا ہے اس میں انھوں نے کوئی دیانت سے کام لیا ہو گا؟ وہ بھی ہاتھ کے کنگن کو آرسی کیا ہے؟ میں تو قرآن کے فلسفہ ہجرت پر بہت کچھ لکھ سکتا ہوں اور شاید لکھا بھی ہو لیکن امام بخاری نے جو جناب رسول کی اپنے ساتھیوں سمیت مدینہ کو ہجرت کر کے جانے کے بعد کتاب المغازی میں غزوہ بنی المصطلق کے باب میں حدیث لکھی ہے کہ راوی ابن محیریز کہتا ہے کہ میں مسجد میں داخل ہوا پھر دیکھا میں نے وہاں ابو سعید خدری کو پھر میں بھی بیٹھ گیا اسکی طرف پھر سوال کیا میں نے اس سے عزل سے متعلق (جماع کرتے وقت انزال باہر کرنے کے بارے میں) کہا ابو سعید نے کہ گئے ہم رسول کے ساتھ غزوہ بنی المصطلق میں (جہاد کیلئے) پھر ملی ہمیں قیدی باندیاں عربوں میں کی پھر شہوت ہوئی ہمیں عورتوں پر جو مشکل ہو گیا ہم پر ان کو جدا کرنا پھر (جماع کے بعد) چاہا ہم نے عزل کرنا (یعنی انزال باہر کرنا تاکہ ان کو بیچتے وقت دام زیادہ لینے کے لئے کنواری بتا کر) پھر ارادہ کیا ہم نے کہ عزل کے ذریعے انزال باہر کریں سو کیوں نہیں رسول اللہ کی موجودگی کا فائدہ لیتے ہوئے عزل کے جائز یا ناجائز ہونے کا مسئلہ اس سے پوچھ لیں پھر سوال کیا ہم نے اس سے اسکے بارے میں پھر فرمایا جواب میں کیا ہو گا تمھارے اوپر اگر انزال باہر نہ کرو (یعنی کچھ نہیں ہو گا) جس جان نے قیامت تک آنا ہے وہ تو آکر رہے گی (عزل کرو یا نہ کرو)۔ بتایا جائے کہ اسلام کے اوپر قرآن کے اوپر جناب خاتم الانبیاء علیہ السلام کے اوپر اتحاد ثلاثہ کی ایجنٹ حدیث ساز مافیا نے جو تہمتوں سے بہتانوں سے ظلم ڈھائے ہیں انکا کس سے فیصلہ کرائیں ساٹھ سال جناب رسول کی حیاتی گم کرنے والوں نے ظاہر کئے ہوئے نبوت کی تیئیس سالوں میں جناب رسول کی ہجرت والی زندگی کے بعد کا کیا تو تعارف کرایا ہے جو

امام بخاری نے اپنی کتاب کے باب نمبر 42 میں اور حدیث نمبر 218 میں حدیث لکھی ہے کہ نبی علیہ السلام نے اپنے پاس آئی ہوئی ایک انصاری عورت سے خلوت کی پھر بعد میں اسے کہا کہ مجھے انصاری عورتیں بہت محبوب لگتی ہیں۔

امام بخاری نے کتاب النکاح میں آخری دو حدیثیں لکھی ہیں دونوں کو روایت کیا ہے جابر بن عبد اللہ سے کہ فرمایا رسول علیہ السلام نے کہ رات کو اپنے اہل والوں کی طرف آنا مکروہ ہے دوسری حدیث کے الفاظ ہیں کہ اگر کوئی اپنے اہل سے زیادہ عرصہ غائب رہا ہو تو وہ اپنے گھر میں رات کو نہ آیا کرے۔ ان دونوں حدیثوں کے اوپر جو امام بخاری نے عنوان ترجمۃ الباب لکھا ہے کہ جب تمھاری گھر سے غیر حاضری لمبی ہو گئی ہو تو وہ آدمی رات کو گھر میں نہ آیا کرے کہ کہیں کوئی انکے ساتھ خیانت نہ کر رہا ہو یا کوئی انکی پردہ والیوں سے التماس (منت وساجت) نہ کر رہا ہو۔

محترم قارئین۔ اس امام بخاری کے ان حدیثوں والی کتاب کو مولوی اسلام میں قرآن ثانی کا درجہ دئے بیٹھے ہیں۔

یہ میری کتاب "تاریخ اسلام قرآن کے آئینہ میں" میں اس چیلنج کے ساتھ لکھ رہا ہوں کہ اسلامی تاریخ کی شروعات جو جناب سرور کائنات خاتم الانبیاء محمد علیہ السلام کی ولادت اور نبوت ملنے سے ہوتی ہے اسکی ولادت مبارکہ اور وفات حسرت آیات کی تاریخیں دونوں طرف سے دشمنان اسلام نے جان بھوج کر اپنی حدیثوں میں قرآن حکیم کی بتائی ہوئی رہنمائی کے خلاف سراسر غلط اور الٹ لکھی ہیں سال پیدائش کیلئے علم روایات نے شہر مکہ کے کعبہ پر ابرہ بادشاہ کے حملہ کے تھوڑے دنوں بعد لکھی ہے جبکہ قرآن حکیم فرمارہا ہے کہ تَرْمِيْهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّيْلٍ ۝ (4-105) اے محمد علیک السلام تو ان لشکر فیل کے سپاہ کے اوپر سخت پتھروں سے سنگ باری کر رہا تھا۔ اب کوئی بتائے کہ اللہ اپنی کتاب قرآن حکیم میں بتائے کہ تو لشکر فیل کے مقابلہ میں انکے اوپر سنگ باری سے مقابلہ کر رہا تھا اور علم حدیث بنانے کے کاریگر بتائیں کہ آپ اس وقت پیدا ہی نہیں ہوئے تھے بتایا جائے کہ اللہ کا قرآن سچا یا جناب رسول کے خلاف بہتانوں اور تہمتوں کی حدیثیں بنانے والے؟

تاریخ اسلام میں اتنی خیانت اتنی گپ بازی اتنا غبن کرنے والے لوگ مسلم امت اور اسلام کے کسی بھی حالت میں خیر خواہ نہیں ہوسکتے۔ اس سے بھی بڑھکر جب قرآن حکیم میں رب تعالیٰ اپنے نبی کو خطاب کرتے ہوئے فرمائے کہ وَمَآ اَدْرٰكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۝ (2-97) تو کیا جانے کہ لیلۃ القدر کیا ہے پھر رب تعالیٰ خود ہی بتاتا ہے کہ قدر کی

رات قدر بمعنی نزول قرآن والا دور لیلۃ القدر بمعنی نبوت ملنے کیلئے قرآن ملنے کا عرصہ اور زمانہ جو کہ ایک ہزار ماہ ہے اس ساری مدعا کو پھر اگلی آیت میں رب تعالیٰ اور بھی کھول کر کے بتاتا ہے کہ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَ الرُّوْحُ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ۚ مِنْ كُلِّ اَمْرٍ ۛ سَلٰمٌ ۛ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ (97-4-5) ان آخری دو آیتوں میں رب تعالیٰ نے صاف طرح سے سمجھا دیا کہ پورا ایک ہزار ماہ نازل ہوتے رہیں گے ملائکہ اور قرآن قوانین کے سارے حوالوں سے تاکہ تو انکے ساتھ سارے عالم کے افق پر مطلع جہان پر ہدایت کے اجالے سے صبح منور لے آئے مزید یہ کہ مطلع الفجر سے اقوام عالم میں بغیر جنگوں اور لڑائیوں کے سلامتی کے ساتھ سب تک اللہ کا دین پہنچے سو کوئی بتائے کہ سارے جہان کی لمبائی چوڑائی کے مقابلہ میں ارض حجاز کی جغرافیائی حدود تو بہت کم ہیں جب انکے ہاں قرآن نافذ کرنے کیلئے اللہ نے اپنے رسول کو تیئیس سال دئے تو کیا ان سے فراغت کے بعد اللہ اپنے رسول کو جو جہانوں کو نظریہ ربوبیت پہنچانے کی ذمہ داری دے رہا ہے تو اس کے لئے اللہ نے تو اس سے مزید براں اور ساٹھ سال عمر دی تو اس میں کون سی بڑی بات ہوئی ممکن تھا کہ جناب ابراہیم علیہ السلام کی طرح پونے دوسوَ سال عمر دیتا لیکن اللہ نے اپنے رسول کو فرمایا کہ فتح مکہ سے فارغ ہونے کے بعد کا کام بغیر جنگ کے سلامتی میں رہ کر کرنے سے اس کے لئے مزید ساٹھ سالوں میں تجھے یہ ٹاسک پورا کرنا ہے۔

اب آتے ہیں علم حدیث بنانے والوں کی دیانت داری کے اوپر جو جب انھوں نے جناب رسول کی عمر مبارک کے پورے ساٹھ سال گم کر دئے جن میں جناب رسول کی جماعت میں یقیناً کئی اور اصحاب بھی پیدا ہو کر رفیق سفر بنے ہوں گے سو اکیلے رسول کے ساتھ ان سب کی بھی سوانح حیات گم کر کے تاریخ اسلام کے زرین ذخیرہ کے اوپر ان حدیث سازوں نے بلیک آؤٹ کر کے کتنا تو ڑا کہ مارا ہے۔؟؟

علاوہ ازیں فتح مکہ کے عرصہ کے تیئیس سالوں کی تاریخ کا کیا تو تیاپانچا بنایا ہے جو انکے فرضی ناموں میں بھی انکے اوپر تبرا کی ہے انکے مردوں خواہ عورتوں کے نام بھی گالیوں والے تبرا والے رکھے ہیں اوروں کے دکھ کیا سنائیں ابھی ابھی آپ پڑھ کر آئے کہ انھوں نے خود جناب رسول کا اپنا کردار اپنی حدیثوں میں کیا پیش کیا؟۔

جناب رسول کی حیات اقدس گیارہ ہجری سے 71 ہجری تک کا دور جس میں انھوں نے حکم قرآن کے مطابق اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَ اَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ اَمِيْنٌ ﴿٦٨﴾ (68-7) یعنی پیار محبت سے اللہ کے پیغام پہنچائے امانت داری کے ساتھ جو قرآن کی صورت میں آج بھی دنیا کی رہنمائی کیلئے صفحہ ہستی پر سالم طریقہ سے موجود ہے۔

علم روایات گھڑنے والوں نے جو عمر مبارک کے آخری ساٹھ سال بلیک آؤٹ کئے ان میں سوانح رسول اور سوانح اصحاب رسول کا تو ذکر ہی نہیں ہے اور ہو بھی کیوں جو اس سرمایہ کو تو دشمنوں نے جان بھوج کر نیست نابود کیا اگر سن 71 ہجری تک کے معروف لوگوں کی تاریخ میں فہرست کھنگالیں تو یزید بن معاویہ عبد الملک بن مروان اور حجاج بن یوسف بھی دور دوم کے صحابی رسول بن جاتے ہیں کیوں کہ انکا سن پیدائش 26 ہجری اور اکتالیس ہجری خود ان دشمنان حدیث سازوں کی روایات کے اندر لکھا ہوا ہے۔ حدیث سازوں نے قرآن کی طرف سے رسول کو آل نہ دینے کے اعلان (40-33) کے باوجود جو اسے آل دی ہے انکا ننھیال شاہ فارس کے گیارہ سالہ بادشاہ یزدگر کی فرضی بیٹی شہر بانو کو حسین بن علی کی لونڈی بنا کر ایرانی لوگوں کو آل محمد کا نانا بنا دیا ہے۔

خاتم الانبیاء علیہ السلام کی عمر مبارک قرآن سے

رب تعالیٰ نے جب آیت کریمہ وَ اِذَا الرُّسُلُ اُقِّتَتْ ﴿١١﴾ لِاَيِّ يَوْمٍ اُجِّلَتْ ﴿١٢﴾ (12-11-77) میں کھول کر بتایا کہ جملہ رسولوں کو انکی موت وحیات کا وقت دیا جاتا ہے تو سوال پیدا ہوا کہ یہ بات تو جملہ انسانوں کے لئے بھی ہے پھر رسولوں کی تخصیص کس وجہ سے اسکا جواب اگلی آیت نمبر تیرہ میں دیا گیا کہ لِيَوْمِ الْفَصْلِ ﴿١٣﴾ یعنی رب تعالیٰ نے جو جملہ انسانوں سے انکی حیات میں کئے ہوئے انکے کاموں سے متعلق فیصلے کرنے ہیں تو اس وقت انسان اللہ کو کہیں یہ نہ کہے کہ اے اللہ یہ جو باتیں تو مجھ سے پوچھ رہا ہے تیرے ایسے احکام تو مجھے ملے ہی نہیں تھے، بندے کے اس سوال پر رب تعالیٰ اسے کہے گا کہ يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ (130-6) یعنی کیا میرے رسول تمارے پاس میری آیات کے ساتھ نہیں آئے تھے؟ یہ آیت کریمہ صاف بتا رہی ہے کہ انسانوں کو جو انکا منشور حیات رسولوں کی معرفت دیا جاتا ہے یہ اسلئے ہے کہ بندہ فیصلے کے دن اللہ کے سامنے کہیں مکر نہ جائے کہ میرے پاس پیغام رسالت نہیں پہنچا۔

خلاصہ کلام کہ ہر رسول کو اسکے کاموں کے حوالہ سے اسک ہدف اور کام پورا کرنے کیلئے اسکے برابر اتنی عمر دی جاتی ہے، پھر ہر رسول کو اسے دی ہوئی عمر اور حد تو اسکے صحیفہ نبوت میں لکھ کر دی جاتی ہے تو جناب خاتم الانبیاء علیہ السلام کو اسکی عمر نبوت سورہ القدر کی آیت نمبر تین میں ایک ہزار ماہ بتائی گئی اور مقدار جو 83 سال چار ماہ ہوئی اور کام کی رینج ہے آیت نمبر 5 میں بتائی گئی کہ آپکو اس عمر میں اتنا کام کرنا ہے جو کائنات کے پورے افق کے اوپر صبح ہدایت ابھر آئے اسلئے کہ وَ مَآ اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِيۡنَ ﴿۱۰۷﴾ (107-21) تیری نبوت سارے جہانوں کیلئے موجب رحمت ہے سوجب 83 سال نبوت کی عمر کے ساتھ نبوت ملنے سے پہلے والی چالیس سال کی عمر ملائی جائے گی تو ٹوٹل عمر 123 سال چار ماہ ہو جائے گی۔ رہا سوال کہ آیت لیلۃ القدر خیر من الف شھر سے عمر نبوت کس طرح ثابت ہوئی اسکا جواب کہ اگلی آیت نمبر چار میں بتایا گیا ہے کہ اس عرصہ میں نزول ملائکہ اور قرآن کا نزول ساتھ ہوتا رہے گا سو یہ دونوں باتیں صرف نبوت کا ہی خاصہ ہے۔ یعنی نزول قرآن اور نزول ملائکہ کا جو عمل ہے اسکا عرصہ اللہ عزوجل نے لیلۃ القدر بتایا اور لیلۃ القدر کا مقدار رب تعالیٰ نے ایک ہزار ماہ بتایا۔ اگر کوئی لیلۃ القدر کی معنی بارہ گھنٹے کی رات مراد لینے کی ضد کریگا تو گویا ایسا آدمی جاہل لوگوں کی طرح اللہ کے ایسے عمل سے شبینہ پڑھنے کے جواز کا حیلہ کر رہا ہے اور ایک رات میں ختم قرآن کرنے کی بات سے یہ امامی جھوٹ کی تائید ہو جائے گی وہ ی کہ امام ابو حنیفہ کیلئے مشہور کیا گیا ہے کہ وہ چالیس سالوں کی راتوں میں رات کو نفل نماز میں پورا ختم قرآن پڑھتا تھا وہ بھی عشا نماز کے وضوء سے صبح کی نماز پڑھتا تھا۔ قرآن کو اتنے مختصر میں پڑھنے سے جو ختم کرنے کی بات کی گئی ہے یہ انکی قرآن دشمنی کی بڑی سازش ہے اس سے ایسے لوگ حکم قرآن وَ رَتِّلِ الۡقُرۡاٰنَ تَرۡتِيۡلًا ﴿۴﴾ (9-73) میں ایک رات میں شبینہ پڑھنے کی طرح منع کی گئی ہے کیونکہ اللہ کا اپنے نبی کو حکم ہے کہ رات کو جب تو انقلاب کی ممبر سازی پر غور کرے تو قرآن سے اس انداز میں رہنمائی لینا جو جس طرح ہار بنانے والے کو رنگوں کی سجاوٹ میں ایسا دھیان دینا پڑتا ہے جو کوئی بھی رنگ اور موتی پھول کو بے جوڑ نہ بنادے (4-1-73) عربی زبان میں ترتیل موتیوں سے ہار بنانے کو کہا جاتا ہے۔ سو اس انداز سے قرآن پڑھنا جو بارہ گھنٹوں کی رات میں پورا ختم ہو جائے یہ ناممکن ہے وہ بھی اس انداز سے جو خود رب تعالیٰ بتائے کہ سَنُقۡرِئُكَ فَلَا تَنۡسٰٓى ﴿۶﴾ (6-87) یعنی عنقریب ہم تجھے اسطرح سے پڑھائیں گے جو تو نہیں بھولے گا سو

قرائت کا ایسا انداز تعلیم جو بارہ گھنٹے میں ایک سو چودہ سورتیں یعنی پورا قرآن ختم ہو کر یاد ہو جائے ناممکنات میں سے ہے مطلب کہ لیلۃ القدر کو بارہ گھنٹوں والی رات قرار دیکر اسے پہلی بار دنیا والے آسمان تک نازل کرنے کا جھوٹ حدیثیں بنانے والوں نے اسلئے گھڑا ہے کہ انکو ہزار ماہ کی عمر نبوت 83 سال چار ماہ سے ساٹھ سال کی چوری کرنی آسان لگے۔ پھر لوگوں کو یہ جھوٹ بتائیں کہ جناب رسول کی عمر نبوت کا 23 سال تھی نہ کے ہزار ماہ قارئین کو یہ گتھی سلجھانے میں قرآن حکیم خود مدد کر رہا ہے کہ تنزل الملائکہ والروح فیہا کے اندر ایک تو تنزل مضارع کے باب سے ہے جسکی معنوی خاصیت ہے کہ اسکے اندر دو عدد زمانے آسکتے ہیں ایک حال کا دوسرا مستقبل کا پھر تنزل کی معنی بنی کہ نازل ہوتے رہیں گے زمانہ مستقبل میں ملائکہ اور قرآن (4-97) فیھا اس رات کے اندر اب غور کیا جائے کہ فیھا کے ضمیر "ھا" واحد مؤنث کا مرجع صرف لیلۃ القدر ہے یعنی قدر کی رات جس میں نزول قرآن کا استمرار اور دوام ہوتا رہے گا جس رات کا مقدار بھی رب تعالیٰ نے بتادیا الف شھر یعنی ایک ہزار ماہ جو کہ 83 سال چار ماہ بنتے ہیں۔

محترم قارئین! اسی سورت القدر کی آخری آیت نمبر 5 کی تعبیر بھی عمر رسالت کی آیت کریمہ نمبر تین اور چار دونوں کی تفسیر کرتی ہے کہ اے میرے رسول (2-97) تو جانتا ہے کہ تجھے اس لیلۃ القدر میں اپنا کام کسطرح نمٹانا ہے؟ وہ بھی رب تعالیٰ نے خود سکھایا کہ سلام یعنی سلامتی کے ساتھ پیغام رسالت پہنچانا ہے کسی بھی قوم اور ملک کے اوپر تلوار یا بندوق نہیں اٹھانی کسی بھی قوم اور ملک پر لشکر کشی نہیں کرنی زور بازو سے کسی کو قرآن کی بات نہیں منوانی علیک البلاغ وعلینا الحساب (40-13) تیری ڈیوٹی پہنچانے کی ہے حساب لینا احتساب کرنا یہ ہمارا کام ہے کوئی مانے یا نہ مانے یہ انکا کام ہے ہمارا کام نہیں ہے (29-18) اِنْ تَكْفُرُوْٓا اَنْتُمْ وَ مَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ حَمِيْدٌ ﴿۸﴾ (8-14) یعنی اگر تم اور زمین میں بسنے والے سارے لوگ کفر کر کے منکر بن جاؤ پھر بھی اللہ بے پرواہ ہے اسے کسی کی محتاجی نہیں ہے تمہارے بغیر ہی اسکی حمد بھری حاکمیت چلتی رہے گی۔ سوائے میرے رسول! تیری نبوت کی ڈیوٹی کا عرصہ اور میقات اور معیاد مطلع الفجر تک ہے یعنی سارے افق کے اوپر جب ہدایت کا صبح ابھرے آئے اتنے تک ہم نے آپکی عمر کا اجل مقرر کیا ہے جو کہ نبوت ملنے سے پہلے والے چالیس سالوں کے سواء ایک ہزار ماہ یعنی 83 سال چار ماہ ہے جو ٹوٹل 123 سال چار ماہ بنی۔ (15-4) (3-97)۔

اسلامی انقلاب کے دشمنوں کی طرف سے عمر رسول گھٹانے کی وجوہات

یہ تو طئے ہے کہ ملک حجاز سے باہر کی دنیا میں جناب خاتم الانبیاء علیہم السلام نے اپنے حیات طیبہ میں ہی خود بنفس نفیس بغیر کسی جنگ کے بغیر کسی خون خرابہ کے، پیار محبت کے ساتھ کائنات والوں کو دین اسلام پہنچایا تھا پھر ان ممالک نے اس انداز میں بتایا کہ جب آئی میری مدد اور کشاد اقوام عالم کے ذہنوں میں جس کو تو خود بھی دیکھ رہا تھا کہ عام لوگ بھی دین کے اندر سپاہیانہ جذبہ کے ساتھ فوج در فوج داخل ہو رہے تھے سو ان ممالک کی نظریاتی شکست خوردہ استحصالی مترفین اشرافیہ جل بھن کر اٹھی تو ہم نے بھی تجھے حکم دیا کہ جتنا کوئی انقلاب لے آنا مشکل ہے اتنا ہی اسے بچانا بھی مشکل ہے اس لئے فسبح بحمد ربک واستغفرہ انہ کان توابا یعنی تو ہمہ تن، اپنی ساری کوششوں کے ساتھ اپنے رب کے نظام ربوبیت کے انقلاب کو بچائو اور لٹیرے عفریتوں کی رد انقلاب کی خاطر وار سے اسے بچاؤ پھر میں اللہ بھی لوٹ لوٹ کر تمھاری مدد کرتا رہوں گا۔ اس کے بعد رب تعالیٰ نے سورت تبت میں تمھیں آگاہ کیا کہ تمھارے انقلاب کو خطرہ عالمی سرمایہ داریت سے ہے جو اپنی لیڈیز کی ٹیم کے ساتھ بھی تمھیں خرید کرنے کے حیلے کریں گے جس کے توڑ کی تدبیر تم کو سورۃ الاخلاص میں سمجھائی جاتی ہے کہ تم لوگ رب تعالیٰ کی صفت احدیت اور بے نیازی کی فلاسفی کو سمجھ کر بقاء انقلاب کی خاطر یگانے بن جاؤ جس کے اندر سارے جہاں سے مستغنیٰ ہو کر اپنے سارے کام سرانجام دینے میں اکیلے اپنے آپ کو خود کو ذمہ دار قرار دو۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ دنیا والے ساتھ دیں خواہ نہ دیں انقلاب لے آنا اور اسے بچانا یہ ساری ذمہ داری آپ اکیلے کی ہے اسکے بعد سورۃ الفلق میں بتایا کہ دنیا کے لٹیرے استحصالی تمھاری دھرتی کی دولت لوٹنے کیلئے تمھارے جاہلوں اور مذہبی مافیائی گویوں کو ہتھیار بنا کر تمھارے وسائل رزق لوٹنے کی چالیں چلیں گے پھر آخری سورت قرآن میں اللہ نے آپ کو ایک ہی فارمولہ بتایا کہ آپ لوگ اپنی لوئر کلاس پبلک کو دشمن کی فکری وار سے ہوشیار رکھیں جو وہ اپنی لوٹ کھسوٹ کا سارا ہدف بذریعہ تصوف اور عقیدہ وحدت الوجود کے ذریعے کامیاب کرنے کی کوشش کریں گے جس کے اندر وہ شخصیت پرستی اور نسل پرستی اور خاندان پرستی کے رنگ بھریں گے جس سے تمھیں یوٹوپیائی تخیلاتی دنیا میں لے جائیں گے جدھر سے واپسی بڑی کٹھن ہے۔

میں نے اس مضمون میں عمر رسول کو گھٹانے کی فلاسفی پر کچھ معروضات اور گذارشیں کرنی ہیں چونکہ جناب خاتم الانبیاء علیہ السلام کو رب تعالیٰ نے بڑی جامع کتاب ہدایت دیکر بھیجا ہے جس کی تعلیمات کی کامیابی کو انقلاب دشمن اتحاد ثلاثہ یہود مجوس ونصاریٰ نے اسکی فکری صداقتوں اور حقانیت کے بجاء کرامات معجزوں اور کرشمہ سازی سے تعبیر کر کے متعارف کرایا ہوا ہے وہ اسطرح سے کہ جناب رسول کی میعاد رسالت والی عمر 83 سال چار ماہ کو بوگس علم روایات کی تعبیرات سے چھپاکر گھٹاکر بجاء اسکے تیئیس سال قرار دی تاکہ اتنے مختصر عرصہ میں قرآن حکیم جو کہ هُدًى لِّلنَّاسِ (184-2) کتاب ہے اور جسکے لانے والے رسول کے دائرہ رسالت کی حدود اور رینج قُلْ يَآاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا (158-7) ہے سو وہ یا کوئی کمی اتنا بڑا کام اور اتنی بڑی ڈیوٹی 23 سال کے مختصر عرصہ میں سرانجام نہیں دے سکتا اس لئے قرآن کے اوپر عمل یہ سارا کرامتوں اور معجزوں سے ہوا ہے ورنہ اس کتاب کے اہداف تک پہنچنا کوئی آسان کام نہیں ہے، اس کے علاوہ علم حدیث کی روایات میں قرآن کے معاشی نظام کی مساوات والی بات اور ذاتی ملکیت کی نفی کی پالیسی (10-41) (219-2) پر جیسا کہ رسول نے کوئی عمل نہیں کیا تھا جو اسکے ساتھیوں میں عثمان سرمایہ دار اور غنی تھا اور عبدالرحمان بن عوف کے پاس اونٹوں بکریوں بھیڑوں کے اتنے ریوڑ تھے جو شہر مدینہ میں انکے باڑے بنانے کیلئے اتنے پلاٹ بھی میسر نہ تھے اس لئے اسے شہر سے دور کے صحرائوں میں جاکر باڑے بسانے پڑے اور رسول نے اپنے ایک قریبی عزیز کو جاگیر کے طور پر اتنی زمین دی جتنے تک اس کا گھوڑا چل سکے (اتنی جاگیر تو غلام ہندوستان کے زمانے میں انگریزوں نے بھی کسی کو نہیں دی) مطلب کہ شکست خوردہ اتحاد ثلاثہ نے اپنے امامی دانشوروں سے ایسی حدیثیں تیار کرائی کہ کتاب قرآن بغیر سمجھنے کے رٹے لگا کر بن سمجھے پڑھنے کی کتاب ہے جس کے ایک حرف پڑھنے سے دس دس نیکیاں ملیں گی یعنی الم یہ ایک حرف نہیں ہے تین ہیں جسے پڑھنے سے تیس عدد ثواب ملیں گے ان حدیثوں میں ہے کہ قرآن کے حکم کہ غلام سازی بند (67-8) کے اوپر بھی رسول نے عمل نہیں کیا۔ لڑایوں میں مردوں کے کثیر تعداد میں قتل ہو جانے سے عورتوں کے بڑی تعداد میں بیواہ ہو جانے سے انھیں سنبھالنے کیلئے عارضی طور پر چار عدد شادی کی اجازت قرآن نے دی ہے (3-4) اور جناب رسول کو مزید پانچویں کی بھی اسپیشلی اجازت دی گئی تھی (50-33) لیکن علم حدیث بنانے والوں نے جناب

رسول کے اوپر حکم قرآن حکیم کی خلاف ورزی کا الزام لگاتے ہوئے اسکے لئے نو-دس-گیارہ شادیاں کرنے کا الزام لگایا، مطلب کہ انکے ایسے الزامات کا کہ قرآن عمل کرنے کی کتاب نہیں ہے زندہ لوگوں کے مسائل حیات حل کرنے کیلئے قوانین کی کتاب نہیں ہے لوگوں کے مسائل حیات کیلئے صرف مردہ اماموں کی روایات ہیں یہ قرآن تو ثوابین کمانے کیلئے صرف پڑھنے کی کتاب ہے اور مرے ہوئے لوگوں کو ایصال ثواب کی خاطر ختم بخشنے کی کتاب ہے۔

کوئی ہو جو فیصلہ کرے

قرآن حکیم کی بتائی ہوئی عمر رسالت 83 سال چار ماہ سے علم حدیث بنانے والوں نے ساٹھ کا انکار کر کے نبوت کا عرصہ صرف تیئیس 23 سال بچایا اسطرح سے گویا کہ انھوں نے فتح مکہ کے بعد گیارہ ہجری میں وفات رسول کا سال اپنی حدیثوں میں لکھا، اب قارئین سے سوال ہے کہ جن لوگوں نے جناب رسول کی عمر مبارک سے ساٹھ سال کاٹ دیئے گویا انھوں نے جناب رسول کی گیارہ ہجری کے بعد کے ساٹھ سالوں میں جتنی تعداد میں جماعت صحابہ تیار ہوئی ہو گی وہ یقیناً گیارہ ہجری سے پہلے کے 23 سالوں میں تیار کردہ اصحاب رسول سے تعداد میں دوگنی عدد سے بڑھ کر ہو گی کیونکہ فتح مکہ کے بعد والے دور کو قرآن حکیم نے فاذافرغت کے عنوان سے تعبیر فرمایا ہے جو کہ ایک قسم کی فارغ البالی ہوئی جس میں نظریہ ربوبیت عالمین کو عام کرنے کیلئے زیادہ سے زیادہ لوگوں کو ساتھ روابط ہوئے ہوں گے اور اسکے مقابلہ میں مکی اور مدنی حیاتی کو قرآن حکیم نے وَوَضَعۡنَا عَنۡكَ وِزۡرَكَ ۝٢ الَّذِىۡۤ اَنۡقَضَ ظَهۡرَكَ ۝٣ (3-2-94) سے تعبیر فرمایا ہے جس کی معنی ہوئی کمر توڑ بوجھ نیز مزید بران مکی اور مدنی دور زندگی کو رب تعالیٰ نے فَاِنَّ مَعَ الۡعُسۡرِ يُسۡرًا ۝٥ اِنَّ مَعَ الۡعُسۡرِ يُسۡرًا ۝٦ (6-5-94) سے تعبیر فرمایا جس کی معنی ہوئی مکہ میں دکھ مدینہ میں بھی دکھ سو ان دکھوں کے بعد جو آپ نے فراغت پائی اور آپ فتح مکہ سے بلا شرکت غیرے خطہ حجاز کے حکمران بن گئے اب تو یسر کا دور شروع ہوا ہے

اب دنیاوالوں کے ساتھ تجھے سرداران قریش کی طرح جنگیں نہیں لڑنی اب ساری دنیا کو تجھے پیار اور محبت کے ساتھ اللہ کا پیغام سنانا اور سمجھانا ہے اگر وہ مانتے ہیں اور قبول کرتے ہیں تو اس میں انکا فائدہ ہے اگر انکار کرتے ہیں اور نہیں مانتے تو انما انت مذکر تو صرف نصیحت کرنے والا ہے فَذَكِّرْ ۗ إِنَّمَا أَنْتَ مُذَكِّرٌ ﴿٢١﴾ لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ ﴿٢٢﴾ (88-21-22) نہیں ہے۔ تو انکے اوپر کوئی چوکیدار اور داروغہ إِنَّ إِلَيْنَا إِيَابَهُمْ ﴿٢٥﴾ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا حِسَابَهُمْ ﴿٢٦﴾ (88-25-26) یقین سے یہ لوگ پھر پھر اکر ہماری طرف آئیں گے پھر ہمارے اوپر ہے ان سے حساب لینا۔

اس بات سے ثابت ہوا کہ جناب رسول کے ساتھیوں کی تعداد اور اسلامی انقلاب میں شریک ہو کر ممبر بننے والوں کی تعداد فتح مکہ سے پہلے کے مقابل میں فتح کے بعد کے ستائیس سالوں میں زیادہ ہوئی ہوگی۔ قارئین کی خدمت میں فیصلہ کی جو اپیل کی ہے وہ فریاد یہ ہے کہ جن حدیث سازوں نے ایک طرف سے جناب رسول کی قرآن حکیم میں بتائی ہوئی عمر 83 سال چار ماہ سے ساٹھ سال گم کر دی اور شروع کی طرف سے 23 سال کی عمر کو قرآن کی وجہ سے جو مجبور ہو کر قبول کیا تو اس حصہ عمر میں جناب رسول اور اس کے اصحاب کی مذمت میں حدیثوں کے دفتر بھر دئے کہ انھوں نے رسول کی آل جو اسے اللہ نے دی بھی نہیں تھی (33-40) انکے حقوق غصب کر دئے پھر اصحاب رسول کے فرضی ناموں سے انکے فرضی کردار اور فرضی کارنامے جو مشاجرات اور آپس میں اختلافات کے انبار بتائے تھے جن کی آپس میں محبت اور یاری دوستی کی داستان قرآن حکیم نے اتنی بڑے پیمانے کی بتائی جو وَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ ۚ لَوْ أَنْفَقْتَ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا مَّا أَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ أَلَّفَ بَيْنَهُمْ ۚ إِنَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿٦٣﴾ (8-63) یعنی اصحاب رسول کے دلوں کو اللہ عزوجل نے آپس میں اتنا تو جوڑے

رکھا تھا جو اگر دنیا بھر کی دولت اکٹھی کر کے تو کسی گروہ کی آپس میں دوستی اور محبت قائم کرنے پر خرچ کرتا تو بھی تو انکے درمیان اصحاب رسول کی محبت اور ہمدردی کے برابر نہ بنا سکتا۔

کل عمر رسول سے ساٹھ سال گم کرنے والوں نے اپنی حدیثوں میں پہلے والی 23 سال کی عمر کا تعارف کرانے میں کیا انصاف کیا ہو گا؟

علم حدیث بنانے والوں نے جناب رسول کا سال ولادت اپنی حدیثوں میں شہر مکہ پر اصحاب فیل کے حملہ کے بعد کا لکھا ہے جبکہ رب تعالیٰ قرآن حکیم میں اپنے نبی کے ساتھ بات کر رہا ہے کہ تَرْمِيهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّيلٍ (4-105) اے محمد! تو اصحاب فیل کے لشکر کے اوپر دوران جنگ سنگ باری کر رہا تھا سو قرآن حکیم کے اس انکشاف سے علم حدیث بنانے والوں کی نبوت ملنے سے پہلے ماہ اور تاریخ تو کیا سال پیدائش بتانے میں بھی خیانت کھل کر سامنے آگئی۔ کوئی بتائے کہ جو روایت ساز گروہ سال ولادت بتانے میں بھی بے ایمانی کرے وہ بھی براہ راست خود جناب رسول کی حیات طیبہ کے حوالہ سے تو ایسے گروہ نے جو جناب رسول کے اصحاب سے متعلق حدیثیں بنائی ہیں انکے اوپر کیونکر اعتماد کیا جا سکتا ہے اور ایسی احادیث کو درست بھی کس طرح قبول کریں جو انھوں نے اصحاب رسول کے تعارفی نام بھی بجاء اصل اور حقیقی ناموں کے خود ساختہ فرضی رکھے ہیں وہ بھی اپنی تبرائی مزاج کے مطابق گالیوں کی معنائوں والے نام میری اس بات کا ثبوت قرآن حکیم سے ملاحظہ فرمائیں جو رب تعالیٰ اپنے رسول سمیت دنیا بھر کے حکمرانوں کو قانون سازی کا حکم دیتا ہے کہ کوئی قوم دوسری قوم کی مذاق نہ اڑائے اس لئے کہ ممکن ہے وہ ان سے بھلے ہوں اور عورتیں بھی دوسری عورتوں کی مذاق نہ اڑائیں ممکن کہ وہ ان سے اچھی ہوں اس طرح ایک دوسرے کی عیب جوئی بھی نہ کرو اور نہ ہی ایک دوسرے کو برے القاب دو ایمان لے آنے کے بعد فسقیہ گندے نام رکھنا بھی بری بات ہے اور جو کوئی بھی ایسے نام رکھنے کے بعد انکو اچھے ناموں میں تبدیل نہیں کرتا پھر ایسے لوگ ظالم ہیں۔(سورت الحجرات 49۔ آیت نمبر 11)۔

میں قارئین کی خدمت میں عرض کروں گا کہ اسی کتاب میں ایک مضمون جو "تاریخ اسلام قرآن کے روشنی میں" لکھا ہے جسکے اندر علم حدیث بنانے والوں نے جو اصحاب رسول کے ناموں کا تذکرہ اور تعارف کرایا وہ آپ پڑھ کر

بتائیں کہ ابو بکر کی معنی کنواری لڑکی کا باپ عثمان کی معنی سانپ کا بچہ معاویہ کی معنی بھونکنے والا اور خدیجہ کی معنی اونٹنی کا کچی حالت میں گراہوا بچہ۔ سو بتایا جائے کہ قرآن حکیم نے جو حکم دیا کہ بری معناؤں والے ناموں کو مٹا کر اچھے نام نہ رکھنے والے لوگ ظالم ہیں تو بتایا جائے کہ ان ناموں والے افراد حدیثوں میں جناب رسول علیہ السلام کی نہایت قریبی شخصیتیں بتائی گئی ہیں۔ پھر کیوں نہیں جناب رسول علیہ السلام نے حکم قرآن کہ ایسے بری معنائوں والے نام بدلائو، کے اوپر اللہ اور قرآن کے حکم کی تعمیل کی؟ جبکہ ہمارا ایمان ہے کہ جناب رسول اللہ اور قرآن کے حکم کی ذرہ برابر بھی انحرافی نہیں کرسکتے، اسلئے ثابت ہوا کہ علم حدیث والوں نے جناب رسول کی تیئیس سالہ قبل فتح مکہ والی زندگی کے بارے میں یعنی گیارہ ہجری سے پہلے والے دور نبوت کا تعارف بے انتہا جعلی اور بوگس پیش کیا ہے ثبوت کی خاطر اس کتاب کے باب، غزوہ بنی مصطلق کو پڑھ کر دیکھیں۔

سو علم حدیث بنانے والے جناب رسول کی 23 سالہ زندگی کا قرآن والا صحیح تعارف کیونکر پیش کریں گے جنھوں نے فتح مکہ کے بعد اور گیارہ ہجری کے بعد کے ساٹھ سال عمر نبوت کو حذف کر دیا کاٹ دیا گم کر دیا سو دین اسلام کے ساتھ اس سے بڑھ کر اور کون سی دغابازی ہوسکتی ہے۔

درست تاریخ اسلام صرف قرآن بتاسکتا ہے

مضامین عمر رسول قرآن کی روشنی میں لکھنے کے بعد انکی وجہ سے جو لوگ اپنے علمی یا سماجی قد کاٹھ میں بونے ہوگئے ہیں انھوں نے ازروء غصہ مجھ سے کئی سوالات کئے ہیں جن سب کا خلاصہ یہ ہے کہ قرآن کوئی تاریخ کی کتاب تو نہیں ہے سو ایسے متاثرین کی خدمت میں جواباً عرض ہے کہ تاریخ حادثات زمانہ حالات اور معاشرہ کی رسموں سے اخذ کی جاتی ہے تاریخ دور دور کے واقعات سے از خود جنم لیتی ہے مؤرخین زمانہ ان واقعات سے کئی کئی موضوعات کے نتائج کا استنباط کرتے ہیں پھر ان سب معلومات کے ذخیرہ کو آپ بلاشبہ تاریخ کہہ سکتے ہیں، کئی لکھاری لوگ ما قبل تاریخ کے نام کا بھی ایک موضوع بنائے بیٹھے ہیں کئی لوگوں نے ما قبل تاریخ کے زمانہ کو پتھر کے دور کا عنوان بھی دے رکھا ہے جس طرح امریکی صدر بش نے پاکستان کے صدر پرویز مشرف کو کہا تھا کہ تم اگر ہمارے کہے پر نہیں چلے تو ہم تمھیں

پتھر کے دور میں پہنچادیں گے (میں شاید موضوع سے باہر نکل رہاہوں) سو جن مہربانوں نے سوال کیا کہ قرآن کوئی تاریخ کی کتاب نہیں ہے ایسے دل جلے متاثرین کی خدمت میں عرض ہے کہ قرآن حکیم ایک ایسی کتاب ہے جس نے ان علوم کی بھی رہنمائی کی ہے جن کو علامۃ الدہر کہلانے والے لوگ بھی اپنی جہالت کی وجہ سے ماقبل تاریخ کہکر اپنی جان چھڑا گئے ہیں اگر اہل علم عقل سے کام لیں تو وَ اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓىِٕكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً ؕ (2-30) یعنی رب تعالیٰ کا ملائکہ کو آدم اول کے پیدا کرنے کی اطلاع دینا یہ جملہ خود بھی بتارہاہے کہ شروع کا آدم بھی مابعد تاریخ کی پیداوار ہے اس آیت کا لفظ خلیفہ ہی اشارہ دے رہاہے کہ آدم اول سے بھی پہلے مخلوق گذر چکی ہے جس کی اطلاع بھی قرآن حکیم نے دی کہ وَ الْجَآنَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ ﴿۲۷﴾ (27-15) یعنی قرآن حکیم نے اس آیت کریمہ میں ماقبل تاریخ اور پتھر کے دور کی اصطلاحات سے بھی پرانے زمانے کی اطلاع دیدی جس کے ذریعہ سے پیدائش آدم سے بھی پہلے کی جان نامی مخلوق بتادی نہ صرف اتنا بلکہ جان نامی مخلوق کی تخلیقی مٹیریل اور موسمی ماحولیات بھی بتادی، سو جو لوگ جناب رسول علیہ السلام کی قرآن میں بتائی ہوئی عمر 123 سال چار ماہ پر بدک پڑتے ہیں کہ قرآن کوئی تاریخ کی کتاب ہے کیا؟ انکی خدمت میں عرض ہے کہ تاریخ تو اجڑی ہوئی بستیوں کی مسمار شدہ کھنڈرات سے بھی ملتی ہے اور ان کھنڈرات کی ٹھکریوں سے بھی صدیوں کی تہذیب اور کلچر کے نشان ملجاتے ہیں کوئی بھی علم وحکمت کا جالینوس مثل ارسطاطالیس مثل سقراط مثل سامنے آئے اور سورۃ القدر کی آیات سے دور رسالت کے عرصہ ہزار ماہ کا انکار کرکے دکھائے کہ یہ عرصہ نبوت اور رسالت کی میعاد اور میقات نہیں ہے اور ابن حاجب مثل اور ملاجامی اپنے شارح عبدالغفور مثل سمیت سامنے آئے اور ثابت کرکے دکھائے کہ تنزل الملائکہ والروح فیھا سے مراد عرصہ نزول ملائکہ اور قرآن ثابت نہیں ہورہا؟ اور آیت کریمہ فاذا فرغت فانصب سے مراد فتح مکہ کی مہمات سے فارغ ہونا مراد نہیں ہے؟ اور سلام ھی حتی مطلع الفجر سے مراد سلامتی کے ساتھ افق عالم کے اوپر صبح ہدایت کا طلوع کرنا مراد نہیں ہے؟ اور وَ اِذَا الرُّسُلُ اُقِّتَتْ ﴿۱۱﴾ؕ سے مراد جملہ رسولوں کو انکی رسالت کی ڈیوٹی کیلئے وقت دینے کی آگاہی مراد نہیں ہے؟ اور لِاَیِّ یَوْمٍ اُجِّلَتْ ﴿۱۲﴾ؕ سے مراد انکو اجل اور موت کی گھڑی سے آگاہی دینا مراد نہیں ہے؟ اور لِیَوْمِ الْفَصْلِ ﴿۱۳﴾ۚ سے مراد بار نبوت کی رسالت کا ہدف بتانا مراد نہیں ہے؟ تو میں عمر رسالت

بعد از چالیس سال 83 سال اور چار ماہ کے قرآنی اطلاع اور انکشاف سے دست بردار ہونے کا اعلان کروں گا۔ ورنہ دور حاضر کے جملہ علمی اکابرین کو سجدہ سہو کے بعد قرآن حکیم کی طرف آنا پڑے گا۔ اس اقرار کے ساتھ کہ جن حدیث سازوں نے جناب خاتم الانبیاء علیہ السلام کی عمر مبارک 60 سال سن گیارہ ہجری کے بعد سن ایکہتر ہجری کو بلیک آؤٹ کیا ہوا ہے ان دشمنان قرآن نے دشمنان اسلام نے اپنی حدیثوں میں جو تیئیس سالہ دور نبوت بلکہ ولادت مبارکہ سے لیکر سن گیارہ ہجری تک جو بھی سیرت رسول اپنی حدیثوں میں پیش کی ہے وہ ساری کی ساری جھوٹی حدیثوں پر مشتمل ہے دین اسلام صرف وحدہ لاشریک کتاب قرآن کے اندر ہے قرآن سے باہر دین بتانے والے قرآن کے دشمن ہیں۔ اسلام کے دشمن ہیں۔ اللہ اور رسول کے دشمن ہیں۔

قرآن سے باہر علم حدیث کے اسلام میں غلامی جائز ہے۔

جس غلامی اور غلام سازی کو قرآن نے بند کیا تھا (8-67) (47-4) اسکو علم الاحادیث نے جاری رکھا اس حد تک جو مجھے افغانستان میں گذشتہ سوویت یونین کے خلاف جنگ لڑنے والے ہمارے ملک سے گئے ہوئے ایک طالبان نامی ورکر نے بتایا کہ ہم نے وہاں نجیب کی حکومت کے حامیوں کی عورتوں کو کافر تصور کرکے لونڈی بنا کر اپنے پاس رکھا اور انکو سیکس کی خاطر بھی جائز سمجھ کر استعمال کیا، میں یہاں طالبانی ورکروں کو جو اسلام سمجھایا گیا ہے اور آج بھی وہ مدارس عربیہ میں دین اسلام کے نام سے فقہ اور علم حدیث میں پڑھایا جاتا ہے اس سے صرف ایک حدیث کتاب بخاری سے پیش کر رہا ہوں جبکہ ابھی آپ نے قرآن حکیم کی سورت انفال اور سورت محمد کی اٰیات کے حوالے غلام سازی پر بندش کے ملاحظہ فرمائے (8-67) (47-4)۔ حدیث کی عبارت کا اردو ترجمہ یہ ہے کہ جابر روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول کو اطلاع ملی کہ آپ کے ایک اصحابی نے اپنا ایک غلام آزاد کر دیا ہے اور اسکے پاس پیچھے اور کوئی مال ملکیت نہیں ہے تو آپ نے اس آزاد کردہ غلام کو خود بیچ کر اسکی ملی ہوئی قیمت آٹھ سو درھم اگلے مالک کیلئے بھیج دی۔ کتاب الاحکام باب نمبر 1166 حدیث نمبر (2053) حدیث بنانے والوں نے جو چالاکی کی ہے کہ غلام مفت میں آزاد کرنے والے کے ساتھ گویا رسول نے ہمدردی کی ہے، لیکن کیا اس حدیث سے یہ ثابت نہیں ہو رہا کہ جس غلام کو اسکا مالک آزاد کرے تو اس آزاد کردہ شخص کو کوئی بھی ایک غیر مالک شخص کسطرح اور کس قانون سے دوبارہ غلام بنا سکتا ہے اور ایسا کام کرنے والا بھی جب صاحب شریعت نبی خود ہو۔ تو ایک نبی اور رسول جسکو اللہ نے بھیجا ہی اس

خاطر کہ وَيَضَعُ عَنۡهُمۡ اِصۡرَهُمۡ وَالۡاَغۡلٰلَ الَّتِىۡ كَانَتۡ عَلَيۡهِمۡ ؕ (7-157) یعنی اٹھائے لوگوں سے انکا بوجھ اور ہٹائے وہ غلامی کے طوق جو انکے اوپر ہیں سو بتایا جائے کہ قرآن جس رسول کا تعارف کرا رہا ہے کہ وہ لوگوں کی گردنوں سے غلامی کے طوق اور زنجیریں توڑ کر انھیں آزادی دلانے کیلیئے آیا ہے ایسے رسول کے شان کے خلاف حدیثیں بنانے والے لکھتے ہیں کہ اسنے ایک غلام کو جس کو اسکے مالک نے آزاد کرایا ہے اسے رسول دوبارہ غلام بنا کر پھر بیچ دیتا ہے!!! ایسی حدیثیں بنانے والوں کو جب قرآن کی آیت (7-157) کی شرم نہ آئی تو جناب رسول کی توہین کرنے میں کیا شرم آئے گی۔

(اے مصنوعی حدیثیں بنانے والو)

ہوئے مر کر تم جو رسوا، کیوں نہ ہوئے غرق دریا

نہ کہیں جنازہ اٹھتا نہ کہیں مزار ہوتا

زندہ رسول کی من گھڑت وفات سے علم حدیث بنانے والوں نے فرضی اور جعلی خلیفہ کی زبانی قرآن میں سے انکی والی اٰیات کی گمشدگی کی شاہدی دلوائی۔

(تمہید اور جملہ معترضہ) ایک آدمی نے میری کتاب ”تاریخ اسلام قرآن کے آئینہ میں“ کے حوالہ سے اپنے شہر کے ایک عالم دین کو جا کر کہا کہ عزیز اللہ نے اس کتاب میں لکھا ہے کہ جناب رسول علیہ السلام کی عمر مبارک 123 سال چار ماہ ہے سو اگر یہ بات صحیح ہے تو وفات رسول بجاء گیارہ ہجری کے سن 71 ہجری میں جا کر واقع ہوئی ہے اور یہ بھی اسے کہا کہ عمر رسول کے اس قرآنی حوالہ سے جناب رسول کی عمر مبارک سے گویا کہ ساٹھ سال کاٹ کر گم کئے گئے ہیں آپ اس کے بارے میں کیا فرمائیں گے؟ جواب میں اس عالم دین نے فرمایا کہ عمر رسول کے متعلق اس نئے انکشاف سے خلفاء راشدین اور انکی مدت خلافت کی نفی ہو جاتی ہے انکار ہو جاتا ہے اسوجہ سے ہم خلفاء راشدین کی تاریخ اور دور خلافت سے دست بردار نہیں ہوں گے۔ میں عزیز اللہ مذکور عالم دین کے متعلق حسن ظنی کی بنیاد پر یہ کہوں گا کہ اس نے ایسا جواب شاید بن سوچے سمجھے دیا ہو، ورنہ اگر اسی عالم دین سے سوال اسطرح کیا جاتا کہ کیا فرماتے ہیں محترم عالم دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر رب تعالیٰ جناب رسول علیہ السلام کی عمر مبارک تریسٹھ سال سے بڑھا کر کم سے کم اسکی عمر اور بھی ساٹھ سال جہاں والوں کے بیچ میں رہکر کار نبوت کو جاری کرنے کا فیصلہ

کرتے تو کیا آپ کو اللہ کا ایسا فیصلہ قبول ہو گا؟ تو وہ ضرور مثبت جواب دیتا؟ مجھے اب بھی بڑی خوش فہمی ہے اس عالم دین کے بارے میں کیونکہ خود میں بھی عمر رسول سے متعلق اس نئے سمجھ میں آئے ہوئے مقدار 123 سال چار ماہ سے پہلے، خلفاء راشدین کے بارے میں اتنی ہی عقیدت رکھتا تھا جتنی کہ مذکور عالم دین کو ہے سواب کی بات یہ ہے کہ کسی مہربان نے آکر میری زندگی جگادی۔ میرے لئے وہ مہربان اللہ کی کتاب قرآن ہے اسپر کوئی مجھ سے اگر یہ سوال کرے کہ تجھے یہ سمجھ تیری 74 سال کی عمر میں آئی جو کہ بڑھاپے کی حد ہے اسکی معنی یہ ہوئی کہ اس سے پہلے تو بھی قرآن سے جاہل اور اندھا تھا تو اس کے لئے میرا جواب یہ ہے کہ ہاں برابر میں علم قرآن سے جاہل بھی تھا اور اندھا بھی تھا جب سے کسی مہربان نے آکر میری زندگی جگادی جسکو زمانے والے آج بھی گالیاں دیتے رہتے ہیں اس استاد نے صرف یہ سمجھایا کہ كَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّشْكُرُوْنَ ﴿۵۸﴾ (58-7) یعنی علوم قرآن کے دریاء میں تصریف آیات کے ہنر سے غوطہ لگاؤ ہر غوطہ سے موتی ہی موتی ملیں گے پھر اللہ جنت نصیب کرے محمد فواد عبد الباقی کو جس نے المعجم المفھرس کے نام سے الفاظ قرآن کا کیٹلاگ تیار کیا جواب موتیوں کی تلاش میں اسکے ذریعے بڑی آسانی ہوئی ہے۔

مطلب کہ جو لوگ جناب رسول کی عمر مبارک علم حدیث کا بتایا ہوا عرصہ نبوت اور رسالت جو کل 23 سال ہے اس کے لئے قرآن سے انکے پاس کوئی دلیل نہیں ہے جبکہ اللہ کا اپنے جملہ رسولوں کی خاطر یہ اعلان بھی کیا ہوا ہے کہ وَاِذَا الرُّسُلُ اُقِّتَتْ ﴿۱۱﴾ (77-11) جب جملہ رسولوں کو انکی کارکردگی کے لئے وقت مقرر کر کے دیا گیا ہے اور یہ بھی بتایا گیا ہے کہ لِاَيِّ يَوْمٍ اُجِّلَتْ ﴿۱۲﴾ (77-12) تمھیں کس گھڑی میں موت دی جائے گی لِيَوْمِ الْفَصْلِ ﴿۱۳﴾ (77-13) تم کو دی ہوئی عمر میں کتنا کام کرنا ہے؟ جو تمھاری امت کے ساتھ تمھاری رسالت کے حوالہ جات سے فیصلہ بھی کیا جا سکے (یہاں تک مضمون کے عنوان کی تمہید اور جملہ معترضہ ختم کرتا ہوں)

فرضی اور جعلی وفات رسول کے بعد جو خلافت کے نام سے اتحاد ثلاثہ یہود مجوس اور نصاریٰ نے جو قرآن کے رد میں مقابلہ میں علم دینا تھا اور اسکے ذریعے جناب رسول کی تیار کردہ جماعت اصحاب کی علم روایات کے ذریعہ سے مذمت کرنی تھی اور قرآنی تعلیمات کو بے اثر ثابت کرنے کی حیلہ بازیاں کرنی تھی اس کے لئے امامی تھنک ٹینک کے

دانشوروں کو یہ سوجھی کہ نبی کے نام سے علم حدیث بنائیں اور جعلی تضادات اور اختلافات گھڑیں اور ان حدیثوں کے ذریعے ایک قرآن کی کئی آیات کو منسوخ بھی قرار دیں اور کئی آیات کو قرآن سے گم شدہ بھی مشہور کریں پھر انکی وجہ سے بقیہ قرآن کے محفوظ ہونے سے لوگوں کا اعتماد بھی متزلزل کر دیں اس پوری کثیر الجہات زہریلہ سازش کی اگر کسی کو صرف ایک جھلک سمجھنی ہو تو وہ امام بخاری کی کتاب سے کتاب المحاربین کی حدیث نمبر 1730 پڑھیں جس کے باب کا نمبر 979 ہے اور باب کا نام رجم الحبلیٰ من الزنا اذا احصنت ہے یہ پوری حدیث تو میں نقل نہیں کر سکوں گا جو نقل کرنی بھی بہت ضروری ہے لیکن صاحب ذوق لوگ اوپر بتائے ہوئے حوالہ سے خود جاکر بخاری میں پڑھیں ویسے ذاکر لوگ اپنی مجالس محرم میں مشاجرات صحابہ کرام سناتے رہتے ہیں اس ایک حدیث میں ہی اتنا زہر ہے جس کے اثر سے پورا اسلام آج تک فالج زدہ ہے۔ البتہ میں جو بات یہاں ذکر کرنا چاہتا ہوں وہ اجتماع جمعہ میں عمر کا یہ بھی کہنا ہے کہ قرآن میں زمانہ حیات رسول میں دو آیتیں موجود تھیں ایک شادی شدہ زانی کو رجم (سنگسار) کرنے کی پھر رسول نے بھی اپنی حیاتی میں اسپر عمل کرتے ہوئے مجرموں کو سنگسار کیا اور ہم بھی اپنے دور خلافت میں اسپر عمل کرتے رہے لیکن آجکل یہ آیت قرآن میں سے گم ہو گئی ہے خبردار کوئی بھی اس آیت کے گم ہو جانے پر اس حکم کی انحرافی نہ کرے اور تم پر لازم ہے کہ اسکے اوپر تم عمل کرتے رہو۔ دوسری آیت تھی کہ اپنے آباءواجداد کی راہ ورسم کے اوپر قائم رہو ان سے منہ موڑنے سے تم کفر کرنے کے مرتکب ہو جاؤ گے۔ محترم قارئین! یہ بوگس اور خرافاتی دو عدد حدیثیں خود بتا رہی ہیں کہ اتحاد ثلاثہ کے امامی دانشوروں نے جناب رسول کی وفات سال 71 ہجری کے بعد اسکے خلفاء کرام جو زوال خلافت قریش سال 133 ہجری تک سارے کے سارے اصحاب رسول تھے وہ اس دلیل کے ساتھ کہ جب انکی بوگس اور من گھڑت تاریخ کے حوالہ سے جناب رسول کی وفات گیارہ ہجری کو ہوئی پھر جناب رسول کے اصحاب کی عمریں یزید کی خلافت کے زمانہ تک قائم اور سلامت رہی ہیں سو یزید کی وفات ان بوگس تاریخ نویسوں کے حوالہ سے 14 ربیع الاول 64 ہجری مطابق 10 نومبر 683 ہوئی ہے اور اسکے بعد جو خلیفہ مروان بن الحکم ہوا ہے اسکی پیدائش دو ہجری ہے جو کہ یہ آدمی حسن حسین دونوں سے عمر کے لحاظ سے کچھ دن بڑا ہے یا ہم عمر ہے سو اگر جو حسن اور حسین دونوں بھائی رسول کے اصحاب میں سے ہیں تو انکا ہم عمر مروان بھی اصحابی ہوا۔ پھر جناب رسول کی وفات کی تاریخ کو اگر بالفرض گیارہ ہجری مانی جائے تو آگے اصحاب رسول کی حیاتی جو ستر ہجری تک ثابت ہے مطلب کہ

ساٹھ سال تک چل رہی ہے تو پھر جب جناب رسول کی قرآن حکیم میں بتائی ہوئی عمر کے مطابق وفات رسول 71 ہجری کو ہوئی ہے تو یقین سے بعد کے اصحاب رسول کی جنریشن کی عمر کو بھی ایک سو تینتیس 133 ہجری تک جاری ماننا پڑے گا۔ اس سے ایک طرف سامراجی اتحاد ثلاثہ کی لکھوائی ہوئی تاریخ خلافت بنو امیہ کا بھی سارا دور من گھڑت ناموں اور نسلوں کا ثابت ہو جاتا ہے اس دلیل کے ساتھ کہ عبد الملک بن مروان کی خلافت ماہ رمضان 65 ہجری میں بتائی گئی ہے تو یہ زمانہ بھی جناب خاتم الانبیاء علیہ السلام کی حیات طیبہ کا ہے یعنی آپکی وفات تو سال 71 ہجری میں ہوئی پھر کہاں رہی عبد الملک کی خلافت اور حقیقی وفات رسول کے بعد خلافت کی خاطر جاء نشینی ؟ یقین سے وہ جناب رسول کے اصحاب کرام کے حصہ میں ہونی لازمی تھی اس سے ثابت ہوا کہ اگر جو بنو عباس کے انقلاب کی کامیابی اور فتح کا سال 133 ھجری میں ہے تو انھوں نے گویا کہ خود اصحاب رسول سے جنگ کر کے ان سے حکومت چھینی ہے اور ابو بکر سے لیکر بیچ کے سارے عبد الملک بن مروان تک سارے خلفاء جناب رسول کے زمانہ حیات کے نام ہیں سو ان سب کی خلافت اور جاء نشینی تو فرضی اور جعلی ہوئی لیکن ان کے ادوار کی تاریخ اور واقعات سب کے سب از خود ملیامیٹ ہو گئے یہ بات تو ہوئی جناب رسول کی حیات مبارکہ کی وجہ سے لیکن جناب رسول کی وفات سال 71 ہجری کے بعد کے گم کردہ خلفاء کو اگر ہم اجتہاد سے بھی ڈونڈھیں تو پھر بھی انکا یقین نہیں کیا جا سکتا سواء اس کے کہ اگر جناب رسول کی فرضی وفات گیارہ ہجری کے بعد ستر ہجری تک اصحاب رسول زندہ رہے ہیں تو جو قرآن کی بتائی ہوئی سچی عمر رسول 71 ہجری تک ہے پھر 71 ہجری کے ایام میں جو موجود اصحاب رسول کی جنریشن ہے وہ بھی تو کم سے کم آئندہ کے ستر سال تک موجود ہو گی پھر انکے ایام میں سوال ہی پیدا نہیں ہوتا جو اقتدار اور خلافت نسلی بنیادوں پر موروثی بنائی جائے جس طرح کہ علی اور معاویہ کے کھاتوں میں یہ باتیں گھڑی گئی ہیں جس علی اور معاویہ کی شخصیتیں ہی عمر رسول کی وجہ مخدوش ہو کر سوالوں کی زد میں آگئی ہیں کہ یہ لوگ تھے بھی سہی یا تھے ہی نہیں!!!

محترم قارئین! میں چیلنج سے کہتا ہوں کہ ہم مسلم امت کے لوگوں کے اوپر مسلم نام کی حکومتوں اور تعلیمی اداروں کے اوپر اتحاد ثلاثہ کی نادیدہ قیادت کی بہت سخت اور شدید کڑی نگرانی ہے کہ کہیں ہم فرقوں میں بٹے ہوئے امت کے لوگ پھر سے نہ مل بیٹھ کر اپنی ملی وجود کی تاریخ کے اوپر غور کریں اور آپس کے اختلافات کو ختم کریں میں امت مسلمہ کے بھی خواہوں کو اپیل کروں گا کہ وہ ہماری غلامی کے زمانہ میں خلافت ترکیہ سے عربستان کو کاٹنے کے دنوں

میں برطانیہ کے سی آئی ڈی افسر ہمفرے کی ڈائری بھی پڑھ کر دیکھیں جو نیٹ کے اوپر بھی موجود ہے جس میں ہمفرے لکھتا ہے کہ میں اپنی ڈیوٹی گلف سے چھٹی پر لندن گیا اور وہاں سیکریٹری نو آبادیات سے ملاقات کی جس نے مجھے کہا کہ ہمارا وزیر برائے نو آبادیات آپکے کام سے بہت خوش ہے اور آپکی رپورٹوں کو اپنی اسکیم کی خاطر بہت کارآمد قرار دیتا ہے سو آپکو ہماری وزارت کی ایک اہم دستاویزی کتاب ہے جو ہم اپنے سمجھدار افسروں کو پڑھنے کیلئے دیتے ہیں میں وہ کتاب آپکو دے رہا ہوں آپ یہاں قیام کے دنوں میں اسے پڑھیں اور سمجھیں پھر وہ کتاب مجھے دی گئی جس کے اندر اپنی نو آبادی ریاستوں میں کام کرنے کی ہدایات تھیں ان ہدایات میں سے مسلم نو آبادیوں میں کام کرنے کیلئے ایک اہم رہنمائی یہ تھی کہ مسلم نو آبادیوں کے اندر شیعہ سنی تفریق کو بڑھانے کی کوششیں زیادہ کیا کریں۔

قارئین کو میں یاد دلاتا چلوں کہ مجالس کربلا پڑھنے والے ذاکر لوگ امام حسین کی ایک حدیث بلکہ ایک فریاد اپنی تقریروں میں بتاتے رہتے ہیں کہ میدان کربلا میں امام حسین اپنے خیمہ سے باہر نکل کر زور سے پکارتا ہے کہ "ھل من ناصر ینصرنا" یعنی ہے کوئی مددگار جو آکر ہماری مدد کرے اسپر جو ذاکر لوگ حاشیے چڑھاتے ہیں وہ یہ کہ امام مظلوم کی یہ فریاد صرف واقعہ کربلا تک محدود نہیں ہے بلکہ یہ قیامت تک کیلئے اپیل ہے کہ ہم (یوٹوپیائی) مظلوم آل کی کوئی مدد کرے۔

محترم قارئین! یہ اپیل بنام حدیث افسانہ نویسوں نے ایک سیاسی پسمنظر میں تیار کی ہے یعنی مسلم کہلانے والے قیامت تک اہل فارس کیمپ میں رہ کر عربوں کے خلاف ہماری مدد کریں۔ سندھ کا مشہور قوم پرست لیڈر جی ایم سید انتہائی کٹر سادات پرست تھا اور تاریخ میں اسکا شمار بانیان پاکستان میں بھی ہے میں نے اس سے سوال کیا کہ آپ شیعہ اور سنی فرقوں کے اختلافات کے اوپر تبصرہ کریں تو جواب میں اسنے غیر متوقعانہ طور پر مجھے بتایا کہ شیعہ سنی اختلافات کا تعلق کسی بھی مذہبی تعبیرات کے ساتھ نہیں ہے یہ اصل میں عربوں اور ایرانیوں کی آپس میں قومی اور سیاسی رسہ کشی تھی فارس والے اپنی ماضی کی تاریخ میں ہمیشہ سے روم کے ٹکر میں ایک عالمی طاقت کے مالک تھے انھیں اپنی شکست کا بڑا صدمہ تھا کہ انکے مقابلہ میں عرب قوم معمولی حیثیت والی کیونکر وہ عالمی طاقت بن گئی سو شیعہ سنی تفریق اپنے اس سیاسی پس منظر کے علاوہ اور کچھ بھی نہیں ہے۔

یہاں میں قارئین کی خدمت میں اپیل کرتا ہوں کہ آپ جناب رسول علیہ السلام کی عمر مبارک کو فتح مکہ کے فوراً بعد بلیک آئوٹ کرنے کی ٹائمنگ کے اوپر غور کریں کہ اتحاد ثلاثہ کی مافیا جو ان دنوں بھی فکری طور پر فری میسنری دانشوروں کی شاگرد تھی انھوں نے امام حسین کی زبانی قیامت تک کیلئے دنیاوالوں سے عرب قریش کے خلاف اپنی خاطر جو مدد مانگی ہے جس کا ایک پس منظر یہ بھی ہے کہ قرآن میں جو جناب رسول کو حکم دیا گیاہے کہ فاذافرغت فانصب والی رب فارغب یعنی جب تو فتح مکہ سے فارغ ہو جائے تواب تو ربوبیت عالمین کی اسکیموں کی طرف متوجہ ہو جا سو جیسے ہی جناب رسول اپنی ریاست حجاز کے داخلی بحرانوں سے فارغ ہو کر الحمد للہ رب العالمین کے ہدف کو حاصل کرنے کیلئے کوشاں ہو کر کامیاب بھی ہوئے ہیں جس کا طریقہ کار اور ٹارگیٹ خود رب تعالیٰ نے اپنے نبی کو سمجھایا تھا کہ سَلٰمٌ ۛ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ ۝ (97-5) تواس علم وحی کے فارمولہ سے پیغام رسالت بغیر کسی لشکر کشی کے بغیر کسی قوم اور ملکہ کے اوپر تیر اور تلوار کے ساتھ جنگ مسلط کرنے کے دین اسلام فاتح عالم ہو گیاہے۔

اور جناب رسول علیہ السلام کی تبلیغ اسلام پیار محبت والی ناصحانہ اصولوں پر مبنی تھی اسنے اقوام عالم کے لوگوں کے اوپر وہ تو اثر کیا جو زبان وحی بھی پکار اٹھی کہ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَ الْفَتْحُ ۝ وَ رَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ۝ (110-1-2) یعنی اے میرے نبی محمد علیک السلام دیکھنا کہ جب تو سورۃ القدر کی آیت نمبر 5 کی روشنی میں سلامتی کے اصولوں پر افق عالم کو نور قرآن سے منور کر دے گا تو یہی موقعہ ہو گا اذاجاء نصر اللہ کا سوائے محمد! تو تو بے تیغ ہو کر بھی میری بات سے مطلع الفجر کو پہنچ جائے گا لیکن جب اسلام غیر اقوام میں پہنچ گیا اور وہاں کے لٹے پٹے غریب، غلام ساز بادشاہی اور سرداری کلچر کے ستائے ہوئے لوگوں نے دیکھا کہ انسان دوست فکر اور نظریہ تو اسلام کے اندر رہے قرآن کے اندر رہے پھر وہ دھڑادھڑ اللہ کے دین میں داخل ہونے لگے۔ اسی سورت میں قرآن بتاتا ہے کہ وہ غلاموں کے مارے ہوئے لوگ جب اسلام میں داخل ہوئے ہیں پھر اگر داخل ہونے کے بعد کوئی اپنوں میں سے اپنی قوم اور ملک والوں میں سے کوئی رکاوٹ دیکھتے ہیں تو نظریہ دین و اسلام کیلئے اور قرآن کیلئے خود ہی فوج کی شکل میں فورس کی شکل اختیار کر لیتے ہیں یہی معنی اور مفھوم ہے یدخلون فی دین اللہ افواجا کا۔ اور جو خود اپنوں سے شکست خوردہ اشرافیہ نے اپنے ٹھاٹھ ڈوبتے ہوئے دیکھے تو انھوں نے اسلامی انقلاب کے خلاف فرضی اٰل رسول کی

فرضی مظلومیت کے قصے گھڑ کر اصحاب رسول کو قاتل اٰل رسول قرار دیکر محبت رسول اور اٰل رسول کے نام سے ڈرامے رچائے اور رد قراٰن کی خاطر علم حدیث تیار کرایا جو خالص تبرائی مواد کا بنڈل بن گیا لیکن فی الفور اور ایسے منصوبے کو باضابطہ عمل میں لانے سے پہلے رب تعالیٰ نے اپنی علمیت کی بنا کے اوپر فارس کے پہلے ایمان لے آنے والے ایرانیوں کے حق میں شاہدی دے ڈالی کہ وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ (59-10) یعنی عرب کے بعد جو لوگ اسلام میں آئے انکا قول اور نظریہ یہ ہے کہ وہ اپنے رب سے مغفرت کے طلبگار رہتے ہیں اور اپنے سے پہلے والے یعنی جناب رسول کے ساتھیوں میں سے جو ایمان کے ساتھ دنیا سے رخصت ہوئے انکے لئے بھی مغفرت کی طلب کرتے ہیں نہ صرف اتنا بلکہ اللہ سے یہ بھی دعا مانگتے ہیں کہ ہمارے دلوں میں ایمان لانے والوں کے خلاف کبھی بھی کھوٹ پیدا نہ کرنا تو ہی مہربان اور رحم کرنے والا ہے۔

جناب قارئین! میں نے ابھی ابھی عرض کیا کہ اتحاد ثلاثہ کی تھنک ٹینک کے دانشوروں نے عمر رسول کو مٹانے کا جو وقت فتح مکہ کے بعد کا لکھا ہے یہ وہ پیریڈ ہے جس میں جناب رسول قراٰن کا پیغام عالمی لیول پر لانا شروع کرتے ہیں عین ان دنوں میں یعنی گیارہ ہجری میں نبوت کے 23 سال گذرنے کے بعد اپنی افسانوی اسٹوری میں وفات رسول کی حدیثیں لکھی ہیں۔ سو انکے کرایہ پر لکھاری آج تک لکھتے اور کہتے ہوئے آرہے ہیں کہ محمد الرسول اللہ کی نبوت اور رسالت صرف خطہ عرب تک کیلئے محدود تھی قراٰن اور اسلام کوئی آفاقی اور دائمی اور عالمی دین نہیں ہے وغیرہ وغیرہ۔ جبکہ اللہ کی کتاب قراٰن حکیم جناب رسول علیہ السلام کی نبوت اور رسالت کی رینج بتارہی ہے کہ قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا (7-158) یعنی محمد علیہ السلام جملہ انسانوں کیلئے نبی اور رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں پھر بتایا جائے کہ ایسے عالم گیر نبوت کے علمبردار کی صرف حجاز کے مرکز مکہ فتح کرنے کے بعد وفات کیسے اور کیونکر؟ جب ڈیوٹی جملہ انسانوں تک رسالت کے میسیج پہنچانے کی ہے اور فتح مکہ سے فارغ ہی ہوئے ہیں تو قراٰن اپنے رسول کو اگلی ڈیوٹی بتارہا ہے کہ فاذا فرغت فانصب والی ربک فارغب یعنی فتح مکہ سے فراغت کے بعد فوراً ربوبیت عالمین کی ذمیداریوں کو سرانجام دینے میں شروع ہو جاؤ تو جب سے ہی اتحاد ثلاثہ یہود مجوس اور نصاریٰ جناب رسول کے

بارے میں فتح مکہ کے بعد جھوٹی حدیثوں کے ذریعے وفات پاجانے کی حدیثیں مشہور کر دیتے ہیں۔ اور دوسری طرف رب تعالیٰ خود ایسی جھوٹی حدیثوں کی تردید کا اعلان کر رہے ہیں کہ وَمَآ اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِيۡنَ ﴿۱۰۷﴾ (107-21) یعنی اے محمد علیک السلام ہمنے تجھے تمام جہانوں کیلیئے رحمت بنا کر بھیجا ہے اور جو کتاب تجھے دی ہے اس میں بھی ہدایت اور رحمۃ ہے (52-7) اب بتایا جائے کہ اتنی ذمہ داریوں والے نبی کو رب تعالیٰ صرف فتح مکہ تک زندہ رکھے گا اور آگے کے اپنے جملہ پروگرام ٹھپ کر دے گا؟

جناب خاتم الانبیاء علیہم السلام کی ختم نبوت کی ذمہ داریوں کے اوپر بھی سوچنے کی ضرورت ہے جو تیئیس سالہ عرصہ نبوت میں کبھی بھی سرانجام نہیں پاسکتی سو اگر جو محمد علیہ السلام فتح مکہ کے ساتھ ہی گیارہ ہجری میں وفات پاجاتے ہیں تو آیت کریمہ وَمَآ اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِيۡنَ ﴿۱۰۷﴾ (107-21) جھوٹی ہو جاتی ہے اور اگر محمد علیہ السلام فتح مکہ کے فوراً بعد گیارہ ہجری میں ہی وفات پاجاتے ہیں تو آیت کریمہ یاایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا بھی جھوٹی ہو جاتی ہے کیونکہ فتح مکہ کے بعد رسالت کی ذمیداری جو پوری کائنات کو پیغام پہنچے نہ صرف پہنچے بلکہ ذہن نشین بھی ہو اسکے لئے بڑی مدت درکار ہوتی ہے یعنی پھر بھی جناب محمد علیہ السلام کا کمال ہو گا جو اسنے 83 سال چار ماہ کے مختصر اور تھوڑے عرصہ میں ایشیا افریقہ یورپ میں بسی ہوئی اقوام عالم کو اللہ کا پیغام پہنچایا ہے۔

سارے انبیاء میں سے جناب ابراہیم علیہ السلام کے بعد جناب محمد علیہ السلام یعنی یہ دو نبی ہیں جو جملہ انسانوں کی طرف بھیجے گئے ہیں اور جو جناب خاتم الانبیاء علیہ السلام کے شان میں کسی نے کہا ہے کہ:

ستاروں کو کہدہ کہ کوچ کریں کیونکہ شمس منور آتا ہے

قوموں کے پیغمبر آچکے اب سب کا پیغمبر آتا ہے

سو بتایا جائے کہ جب جناب محمد علیہ السلام کو جو اللہ عزوجل نے کتاب قرآن دی ہے جس کے شان میں تین بار فرمایا ہے کہ یہ کتاب قانون (سورت ص 38۔ آیت 87 سورت القلم 68 آیت 57 سورت 81۔ آیت 27) کی ہے۔ سو بتایا جائے کہ جب جناب رسول کو اگر فتح مکہ کے بعد فوراً رب تعالیٰ وفات دے گا تو اسکی کتاب جو سارے جہانوں کی خاطر قوانین کی نصیحت کے لئے دی گئی ہے سو سارے جہان صرف کیپیٹل مکہ کی حدود کے اندر تو سمٹے ہوئے نہیں

ہیں، عالمین یعنی سارے جہانوں میں رحمت نبوت اور رحمت رسالت کا بلاغ یعنی پہنچانا جسے رب تعالیٰ نے ھٰذا بلاغ للناس لینذروا بہ سے تعبیر فرمایا ہے یہ ٹوٹل انسان ذات صرف مکہ کی قلمرو حجاز کے اندر محبوس تو نہیں ہے۔ سو سمجھا جائے کہ اتحاد ثلاثہ یہود مجوس ونصاریٰ نے جناب رسول علیہ السلام کی نبوت کا عرصہ 23 سال قرار دیکر اسے گیارہ ہجری میں وفات دینے کی حدیثیں بنا کر اسکی نبوت اور رسالت کو عالم گیریت سے اور بین الاقوامیت سے ڈی گریڈ کر کے اسے بین القومی بنا دیا گیا ہے اس کو علائقائی نبی بنا دیا گیا ہے سو یہ عمر رسول کو کاٹنے کی ساری کرشمہ سازی قرآن دشمنی میں بنائی ہوئی علم حدیث کی ہے۔

اللہ کے ساتھ جنگ

میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ رب تعالیٰ نے جملہ انبیاء کرام میں سے دو نبیوں کو کائناتی رینج تک کی نبوت عطا فرمائی پہلے جناب ابراہیم علیہ السلام جس کو بھی شروع میں اپنے ملکی حکمران بادشاہ کے ساتھ ٹکر کھانی پڑی پھر اپنے مشرک ابا کے ساتھ اختلاف کرنا پڑا جسکی وجہ سے اسکے ملک اور علاقہ والے بھی ابراہیم کو مارنے تک تیار ہو گئے ان سب کے مقابلہ میں ابراہیم نے اللہ کی وحدانیت کی ترجمانی بڑی ہمت اور حوصلہ کے ساتھ کی پھر جب ابراہیم کو مقامی اور علائقائی لیول کے بادشاہ اور اسکے ہمنواؤں کے ساتھ مقابلہ کرنے کا تجربہ ہو گیا تو رب تعالیٰ نے اسے پروموشن دیتے ہوئے فرمایا کہ قَالَ اِنِّیۡ جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ؕ (2-124) یعنی اے ابراہیم اب میں تجھے جملہ انسان ذات کا قائد اور پیشوا بناتا ہوں پھر جناب ابراہیم علیہ السلام ان شاہ پرستوں کے ہاں سے واک آوٹ کر کے اس اعلان کے ساتھ کہ وَ قَالَ اِنِّیۡ ذَاهِبٌ اِلٰی رَبِّیۡ سَیَهۡدِیۡنِ ﴿۹۹﴾ (37-99) میں وہاں جا رہا ہوں جدھر میرے رب کا نظام ربوبیت سارے جہانوں میں رائج کرنے میں مجھے سہولت مل سکے گی۔ اور ایسے نظام کا قیام تو لٹیروں کے خلاف عدالت قائم کرنے کے سواء مشکل ہوتا ہے سو اتنے بڑے کام کیلئے بھی رب تعالیٰ نے سہولت بخشی کہ اِنَّ اَوَّلَ بَیۡتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیۡ بِبَکَّةَ مُبٰرَکًا (3-96) یعنی یہ پہلی عدالت عالیہ ہے جو جملہ انسان ذات کیلئے اپنی فریادیں پیش کرنے کی اور انصاف حاصل کرنے کی خاطر یہ کورٹ ہے اور یہ عدالت بار بار لوٹ کر آنے کی جگہ ہے امن دینے کی جگہ ہے اور

اے خود کو ابراہیم کا جانشین تصور کرنے والو! تم خود بھی اپنے آپ کو دنیا بھر کے لوگوں کو عدل انصاف دینے کیلئے سب کو مستحق اور اپنا سمجھ کر انکو امن اور انصاف دو (2-125) اِنَّ اَوۡلَى النَّاسِ بِاِبۡرٰهِيۡمَ لَلَّذِيۡنَ اتَّبَعُوۡهُ وَ هٰذَا النَّبِىُّ وَالَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا ‌ؕ وَاللّٰهُ وَلِىُّ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ ﴿۶۸﴾ (3-68) سو ابراہیم کے ولی وارث وہ ہیں جو اسکے نظریہ پر کاربند ہوں اور اسکا صحیح وارث یہ نبی محمد علیہ السلام ہے اور وہ لوگ جو مؤمن ہیں اور اللہ انکا بھی دوست ہے سو اب جو ابراہیم کا مقام مرتبہ اور رینج کی نبوت اور رسالت جناب محمد علیہ السلام کو عطا کی گئی ہے تو اسکے اوپر آگے جو جناب محمد علیہ السلام کے ساتھی اور ولی وارث تیار تھے اور آئندہ بھی وارث بن کر مشن رسالت کی تحریک چلانے میں اپنے نبی کا ساتھ دے اور انکے خلاف اتحاد ثلاثہ کی مشن کی ٹیم جو تاک میں بیٹھی ہوئی تھی انکے بارے میں انکے اندر کی بات قرآن حکیم نے سنائی کہ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَتَّخِذُوۡا بِطَانَةً مِّنۡ دُوۡنِكُمۡ لَا يَاۡلُوۡنَكُمۡ خَبَالًا ؕ وَدُّوۡا مَا عَنِتُّمۡ‌ ۚ قَدۡ بَدَتِ الۡبَغۡضَآءُ مِنۡ اَفۡوَاهِهِمۡ ۖۚ وَمَا تُخۡفِىۡ صُدُوۡرُهُمۡ اَكۡبَرُ‌ ؕ قَدۡ بَيَّنَّا لَـكُمُ الۡاٰيٰتِ‌ اِنۡ كُنۡتُمۡ تَعۡقِلُوۡنَ ﴿۱۱۸﴾ (3-118) (3-69) اے امن دینے والے حکمرانو! دشمنوں کے ساتھ دلی رازدارانہ دوستی نہ رکھو وہ تمھاری ویرانی میں کوئی کمی نہیں کریں گے یہ لوگ تمھاری بربادی کی تو ہر وقت خواہش رکھتے ہیں جو انکی زبانوں سے سنی بھی جاتی ہیں لیکن انکے اندر کی جو مخفی سوچیں ہیں وہ تو اور بھی انتہائی بڑی ہیں!!! سو جو انکی اندر کی انتہائی بڑی تخریبی اسکیمیں ہیں آئو وہ بھی سن لو۔

ایک ہے کہ اللہ نے نبوت کے سلسلہ کو جو بند کر کے محمد علیہ السلام کو آخری نبی بنانے کیلئے اسے نرینہ اولاد نہیں دی ہے (33-40) تاکہ کوئی نبوت کے سلسلہ کو حیلہ بازی سے موروثی بنا کر اسے جاری کرنے کا اعلان نہ کر دے۔ اس لئے باوجودیکہ قرآن نے ایسا اعلان کیا بھی ہے لیکن تم محمد کو تخیلاتی نواسگانی آل دیکر اسکا اتنا شور مچاؤ جو فضائل درود آل محمد کی لالچوں سے سب مسلم فرقے اسے تسلیم کر لیں۔ تاکہ اجراء نبوت کے نام سے رد قرآن کی خاطر ہم اسلام کے اندر اپنے فلسفے جھاڑتے رہیں نیز علم احادیث کے ذریعے آیات قرآنی کو منسوخ بھی مشہور کریں ثانیاً محمد کی نبوت کو عالمگیریت اور بین الاقوامیت سے ڈی گریڈ کر کے خطۂ حجاز کے اندر محدود قرار دیں اور اسے صرف اور صرف اپنی عرب قوم کا نبی قرار دینے کیلئے اس نے جو اللہ کے حکم سے فتح مکہ سے فراغت پانے کے بعد پھر ایک ربوبیت کے

ساتھ جہانوں کے اندر موروثی بادشاہتیں توڑی ہیں انکو پھر سے بحال کرنے کیلئے علم حدیث کی روایات کے زور سے قرآن کی بتائی ہوئی عمر نبوت اور رسالت 83 سال اور چار ماہ کی معانی کو بگاڑ کر اسے فتح مکہ کے فوراً بعد وفات پا جانے کا ڈنڈھورا پیش کریں کہ حجۃ الوداع کے دن آیت الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی نازل ہوئی تھی یعنی دین کے تکمیل کی خوشخبری دی گئی اور جب نبی آئے ہی دین پہنچانے کیلئے ہیں سو اسکے بعد تین ماہ کے اندر اندر نبی وفات پا گئے۔
اب جو یہ دو بڑے منصوبے اتحاد ثلاثہ کی تھنک ٹینک نے گھڑے تو انکے ثمرات حاصل کرنے کیلئے نواسگانی آل کو مظلوم بنانے کیلئے فرضی نواسوں کے باپ علی کو محمد علیہ السلام کی وفات کے بعد اسکی جاء نشینی اور خلافت کو بھی مال میراث قرار دیکر اسکا مستحق قرار دیا جب کہ قرآن کی تعلیم کے حساب سے فوتی کے مال میں بھی نواسوں کا کوئی حصہ نہیں ہوتا سو نبی کے ساتھیوں کو نبی کے فرضی داماد کا حق خلافت چھیننے پر انکو ظالم مشہور کیا اور فرضی رد اماد کو مظلوم مشہور کیا۔
محترم قارئین! آپ سمھ رہے ہوں گے کہ یہ سارے افسانے زندہ نبی کی زندگی کے دور کے گھڑے ہوئے ہیں اب کوئی بتائے کہ مذکور مظلوم فرضی رشتیداروں اور اصحاب نبی کے بارے میں ان فرضی مظالم کے داستانوں کی کیا اہمیت ہو سکتی ہے جب کہ نبی فوت ہی نہیں ہوا ہو۔

فرضی آل محمد منوانے کیلئے تقیہ نامی علم کی ضرورت کیوں پڑی

پہلے تو قارئین کی خدمت میں اصطلاحی لفظ تقیہ کا معنی و مفہوم عرض کروں لفظ تقیہ کے مصدری صیغہ کی معنی ہے خوف اور ڈر کی وجہ سے حیلہ بازی سے بچاء حاصل کرنا، پھر اس بچاء کیلئے اگر کسی کو جھوٹ بولنا پڑے تو لازم ہے اس شخص پر کہ وہ جھوٹ بولے۔
جھوٹ بولنے کے جواز میں امام کلینی صاحب نے اپنی کتاب اصول کافی میں باب التقیہ کی تیسری حدیث لائی ہے کہ امام ابو عبد اللہ (امام جعفر) نے فرمایا کہ جھوٹ بولنا اللہ کا دین ہے حدیث کے راوی ابو بصیر نے از روء تعجب امام سے پوچھا کہ کیا تقیہ اللہ کا دین ہے؟ جواب میں امام جعفر نے فرمایا کہ قسم اللہ کی اللہ کا دین ہے (پھر اپنی بات کے ثبوت میں امام نے دلیل دی کہ) یوسف نے کہا کہ اے قافلہ والو یقین سے تم چوری کرنے والے ہو اور قسم اللہ کی (قافلہ

والوں نے) نہیں چوری کی کچھ بھی۔ اور کہا ابراہیم نے انی سقیم میں بیمار ہوں حلانکہ خدا کی قسم وہ بیمار نہ تھے۔ (حدیث ختم)۔

محترم قارئین! جناب یوسف علیہ السلام کے نام سے جو امام جعفر نے کہا کہ اسنے اپنے بھائیوں کے قافلہ والوں کو کہا کہ تم چور ہو حالانکہ وہ چور نہیں تھے سو قرآن حکیم بتاتا ہے کہ ثُمَّ اَذَّنَ مُؤَذِّنٌ اَيَّتُهَا الْعِيْرُ اِنَّكُمْ لَسٰرِقُوْنَ ﴿۷۰﴾ (70-12) یعنی کسی سرکاری منادی دینے والے نے منادی دی کہ اے قافلہ والو تم چوری کرنے والے ہو (یہ بات یوسف کی نہیں ہے) مطلب کہ امام جعفر نے اپنی دلیل دینے میں بھی جھوٹ ماری۔ آگے جو پھر ابراہیم علیہ السلام کیلئے امام جعفر نے کہا کہ اسنے فرمایا کہ میں بیمار ہوں حلانکہ وہ بیمار نہیں تھے اس دلیل سے بھی ثابت ہوا کہ امام جعفر عربی زبان بھی نہیں جانتے تھے اور لگتا ہے کہ کہیں وہ اپنے شاگرد امام ابو حنیفہ کی طرح فارسی اسپیکنگ نہ ہو اور جس طرح پہلا علی علیہ السلام بھی افغانستان کا فارسی اسپیکنگ تھا جسکی مزار آج بھی افغانستان کے شہر مزار شریف میں واقع ہے رہا سوال شہر مدینہ میں علی کے خلیفہ بننے کا سو ایک علی کیا بلکہ چاروں خلفاء راشدین نام نہاد تھے اس لئے کہ ان ایام میں جناب نبی علیہ السلام زندہ تھے پھر کاہے کی خلافت راشدہ۔

سو جناب ابراہیم علیہ السلام کا جو اپنی قوم والوں کے ساتھ سورج پرستی، چاند پرستی، ستارہ پرستی، کے معاملہ پر بحث اور مناظرہ چل رہا تھا تو ان کے غائب ہو جانے غروب ہو جانے پر ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ جو چیز گم ہو جائے وہ معبود اور خدا نہیں ہو سکتی اس کے لئے جو فرمایا کہ انی سقیم تو لفظ سقیم اسم فاعل کا صیغہ ہے سقم کی معنی کمزوری ہے سو ابراہیم کا جواب میں ایسا کہنا بتا رہا ہے کہ میں تمھارے عقیدہ سورج پرستی چاند پرستی اور ستارہ پرستی کے اندر استدلال کی کمزوری دیکھ رہا ہوں تمھارے عقیدہ کے اندر جھول اور سقم دیکھ رہا ہوں۔ اگر سقیم کی معنی جسمانی بیماری تصور کی جائے گی تو ابراہیم اور اسکی مشرک فرقے کے درمیان گفتگو کا بے جوڑ اور بے ربط ہونا ثابت ہو جاتا ہے جو ابراہیم کے علمی شان کے خلاف ہے۔ اور یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کے قصہ میں جب انکے اونٹوں پر لدے ہوئے بوروں کی تلاشی لی گئی تو کٹورہ ان میں چھپایا ہوا بھی ملگیا جو یوسف کے چھوٹے بھائی کے اونٹ کے بورے سے مل گیا تھا اور ایسی شرارت بھی اسکے کسی دوسرے بھائی نے کی تھی کہ یوسف کا بھائی بھی رسوا ہو اور پکڑا جائے کیونکہ یعقوب علیہ السلام کے سارے بیٹے یوسف اور اسکے بھائی سے بغض کرتے تھے جو کہ یوسف اور اسکا بھائی دونوں جدا ماں سے

تھے۔ میری اس بات کا ثبوت بھی قرآن سے ملا ہے کہ جب یعقوب کے یہ بیٹے بھائی کو ناکردہ گناہ میں پکڑوا کر باپ کے پاس آکر بھائی کی چوری کی کہانی اسے سنائی اور قافلہ والوں سے شاہدی لینے کی بھی بات کی تو یعقوب علیہ السلام جو اللہ کا نبی بھی تھا اس نے اپنے بیٹوں کو کہا کہ بکواس مت کرو قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا ؕ فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ ؕ (83-12) یہ سب تمھارا من گھڑت بنایا ہوا شوشہ ہے۔ (اب مجھے تمھاری شراتوں کے اوپر) صبر کرنا ہی بہتر لگتا ہے میں اپنے اللہ سے امید کرتا ہوں کہ وہ مجھے میرے بچھڑے ہوئے بیٹوں سے ملائے گا۔

تقیہ نامی دروغ گوئی اور جھوٹ بولنے کا جواز اس لئے گھڑا گیا کہ محمد کو جو قرآن نے آل دینے کا انکار کیا ہے تو چور دروازہ سے فرضی نواسگانی آل کے پروپوزل کو ڈولپ کرنے اور تسلیم کرانے کیلئے ظاہر میں بھی کوئی افراد تو میدان میں لے آؤ!!! سو ان دنوں تک کی مسلم آبادی کے لوگ قرآن کے علم اور فلسفہ کے اتنے تو عالم اور دل دادہ تھے جو خلاف قرآن کوئی بات اور نظریہ پیش کرنے والے کو ذرہ برابر بھی برداشت نہیں کرتے تھے۔ اس لئے جن لوگون کو ابتدائی دور میں آل رسول کے نام سے میدان میں لایا گیا وہ تو نسلا عربوں سے بھی نہیں مل سکے تھے سو جو کوئی ملا تو امام جعفر کی عربی دانی کو تمنے دیکھ لیا جس نے یوسف علیہ السلام جو اس وقت مصر کا وزیراعظم تھا اسے سرکاری چپراسی مثل منادی دینے والا بنا دیا اور ابراہیم علیہ السلام جو مقابل مخالفوں کو دوران مناظرہ انکے دلائل میں استدلال میں سقم کی نشاندہی کرتے ہوئے انھیں بتاتا ہے کہ میں تمھارے معبودوں کی حقانیت میں سقم دیکھ رہا ہوں تو امام جعفر لفظ سقیم کی معنی کو سیاق وسباق سے الگ کر کے معنی کر رہے ہیں کہ میں بیمار ہوں ویسے اس لفظ کا استعمال قرآن حکیم میں کل دو بار ہوا ہے اور وہ دوسرا استعمال جناب یونس علیہ السلام کے حوالہ سے ہے جب اسے مچھلی نگل گئی تھی پھر اسکے پیٹ میں یونس علیہ السلام نے لاتیں اور ٹھونٹھیں مارنی شروع کیں تو مچھلی نے اس سے تنگ آکر اسے اگل دیا اسپر رب تعالیٰ نے فرمایا کہ فَنَبَذْنٰهُ بِالْعَرَآءِ وَ هُوَ سَقِيْمٌ ﴿۱۴۵﴾ (145-37) سو حقیقت میں اس مقام پر بھی سقیم کی معنی کمزوری ہے بیماری نہیں ہے اصولی طور پر بھی سقیم کی معنی کمزوری ہے بیماری نہیں ہے اصولی طور پر یہ بات بھی حکیموں اور ڈاکٹروں کے سمجھنے کی ہے اس لئے کہ بیماری تدریجا دھیرے دھیرے آتی ہے فی الفور نہیں آتی یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں تندرست اور توانا حالت میں گئے تھے قرآن بتاتا ہے کہ یونس نے جاتے ہی فَلَوْلَآ اَنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِيْنَ ﴿۱۴۳﴾

لَلَبِثَ فِيْ بَطْنِهٖٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴿١٤٤﴾ (144-143-37) لفظ سبح کی معنی تیرنا ہے اور پانی میں تیرتے وقت بازو اور ٹانگیں ایک ساتھ ہلائی جاتی ہیں تو یونس علیہ السلام کو جیسے ہی مچھلی نے لقمہ بنایا تو وہ کوئی صوفی یا تبلیغی جماعت کا نہیں تھا جو مراقبہ کر کے اللہ سے اسکی مرضی پوچھتا سو قرآن کے الفاظ ہیں کہ اگر وہ مچھلی کے پیٹ میں اپنے بازوں اور پاؤں کے ساتھ اسے تھڈے اور ٹھوٹھیں نہ مارتا تو قیامت تک اندر پڑا رہتا اور یونس نے جو مچھلی کے پیٹ میں جانفشانی دکھائی تھی اسکی وجہ سے اسے تھکاوٹ اور کمزوری سی آگئی تھی سو وہ بیمار نہیں ہوا تھا فرعون سے جب جناب موسی علیہ السلام نے اپنی قوم کو آزاد کرنے کا مطالبہ کیا درباریوں نے فرعون کو مشورہ دیا کہ اسے قتل کرو فرعون نے موسی کو کہا کہ تجھے ہم نے بچوں کی طرح پالا پوسا اور تو اہل خانہ بن کر ہمارے پاس رہا پھر ہمارا ایک ہم قوم آدمی بھی تو نے قتل کیا تو اب ہماری نعمتوں کا بھی منکر ہو گیا ہے اس پر موسیٰ نے بھی مصنوعی عرب بنے ہوئے فارسی اماموں والا تقیہ شقیہ نہیں کیا اور ڈٹ کر فرعون کو روبرو کہا کہ وَتِلْكَ نِعْمَةٌ تَمُنُّهَا عَلَيَّ اَنْ عَبَّدْتَّ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ﴿٢٢﴾ (22-26) تو اپنی یہ نعمتیں مجھ پر گنوا کر اس کے بدلہ میں میری قوم بنی اسرائیل کو غلام بنا کر رکھنا چاہتا ہے؟؟

رب تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے رسول موسیٰ نے بغیر کسی کوف اور ڈرنے کے وَلَقَدْ فَتَنَّا قَبْلَهُمْ قَوْمَ فِرْعَوْنَ وَجَآءَهُمْ رَسُوْلٌ كَرِيْمٌ ﴿١٧﴾ اَنْ اَدُّوْٓا اِلَيَّ عِبَادَ اللّٰهِ ۭ اِنِّىْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ﴿١٨﴾ وَّاَنْ لَّا تَعْلُوْا عَلَى اللّٰهِ ۚ اِنِّىْٓ اٰتِيْكُمْ بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿١٩﴾ وَاِنِّىْ عُذْتُ بِرَبِّيْ وَرَبِّكُمْ اَنْ تَرْجُمُوْنِ ﴿٢٠﴾ (20-17-44) موسی علیہ السلام نے فرعونیوں کو کہا کہ حوالے کرو میری طرف اللہ کے بندوں (بنی اسرائیل) کو میں تمھارے لئے امانت والا اللہ کا رسول بنکر آیا ہوں سو تم اللہ کے مقابلہ میں اپنی چڑھت نہ دکھاؤ میں اسکی طرف سے کھلے دلائل کے ساتھ آیا ہوں (میں کوئی تقیہ کرنے والوں میں سے نہیں ہوں) مجھے اسکی پناہ ملی ہوئی ہے جو میرا بھی رب ہے اور تمھارا بھی رب ہے تمھارے اندر کوئی دم ہے تو کر کے دکھاؤ سنگسار مجھے۔

امام جعفر نے اپنی کنیت ابو عبد اللہ مشہور کر رکھی تھی جبکہ اسے عبد اللہ نامی بیٹا بھی نہیں تھا پھر وہ یہ بھی کہ کوئی اگر لوگوں کے بیچ میں اسے ابو عبد اللہ کہکر پکارتا تو اسکی شکایت کرتے تھے کہ اس نے مخالفوں کے مجمع میں ابا عبد اللہ کہا یہ اس نے اچھا نہ کیا۔ حوالہ ملاحظہ کیا جائے الشافی باب 225 (تقیہ) حدیث نمبر 9)۔

غور کیا جائے انکی اس حدیث سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ جو اس دور کی حکومت بقول انکے بنو امیہ کی تھی انکی طرف سے یا اس دور کے لوگ اتنے مستعد تھے جو ہر ایک کے پاس گویا کہ لسٹ تھی ان لوگوں کی جو خود کو اٰل محمد اور اٰل رسول کہلاتے تھے پھر جو بھی کوئی انھیں مدعی اٰل محمد مل جاتا تو فوراً اسکے اوپر قانون کی کارروائی شروع کرادیتے تھے کہ اس نے حکم قراٰن (33-40) کی خلاف ورزی کرکے خود کو اٰل محمد کہلایا ہے۔

باب تقیہ کی احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اس علم کی ایجاد امام باقر سے شروعات ہوئی ہے اور امام باقر کی پیدائش 57 ہجری لکھی گئی ہے اور باقر بیٹا بتایا گیا ہے علی زین العابدین کا جو بیٹا بتایا گیا ہے حسین بن علی کا ساتھ ساتھ یہ زین العابدین نواسہ بھی لکھا گیا ہے یزدگر بادشاہ فارس کا، جسکی بیٹی شہر بانو فتح فارس کے دنوں لونڈی بنائی گئی تھی حسین بن علی کی، جس سے اسے زین العابدین پیدا ہوا، اور فتح فارس انکی جھوٹی تاریخ کے مطابق فتح ہوا ہے خلافت عمر فاروق کے دنوں میں سو قارئین اس بات کو بھی ذہن میں رکھیں کہ جناب خاتم الانبیاء جو ان دنوں قراٰن کے بتانے کے مطابق 71 ہجری تک میں زندہ اور بحال حیات ہیں تو پھر فتح فارس کا ہے کی؟ اور اس جنگ میں شاہ فارس کی بیٹی شہر بانو کو لونڈی بنانا اور اسے حسین کے حوالے کرنا جس سے اٰل محمد کی نسل نواسگانی کا بڑھنا کیا یہ سب کچھ غیر قراٰنی غیر طبعی غیر فطری نسل ثابت نہیں ہوا تو اور کیا ہوا، مجھے ڈاکٹر کاضم علی رضا فاضل قم نے شہر جھنگ پنجاب میں بتایا کہ ہمیں قم میں پڑھنے کے دنوں میں ایران کے اہل علم لوگ بتاتے تھے کہ یہ اٰل محمد اماموں کا توالد اور تناسل کو دیکھا جائے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہم نے مسلم امت کو یہ کھلونے بنا کر دئے ہیں ایران کے اہل علم کی اماموں سے متعلق توالد کی بات وہ آدمی سمجھ سکے گا جو کتاب اصول کافی کے اندر بارہ اماموں کے توالد کی کہانیاں پڑھے گا جن کے پڑھنے کی میں عزیز اللہ بھی اہل ذوق کو پر زور سفارش کرتا ہوں۔

جناب قارئین! اتحاد ثلاثہ کے عالمی سازشیوں کی طرف سے ایجاد کردہ علم حدیث کے ذریعہ تاریخ اسلام کو تتر بتر کرکے تار تار کرنے کی سازش کا پسمنظر میں، میں لکھ کر آیا ہوں کہ رب تعالیٰ کو جو دنیا کے اندر اپنے آخری نبی کے ذریعہ سے آخری کتاب کے ذریعہ سے امن سلامتی کے ساتھ پیار و محبت کے ساتھ ناصحانہ انداز سے لوگوں کو دین حق کی طرف لانا تھا جس کے لئے فتح مکہ کے بعد بھی اسے مزید ساٹھ سال لمبی عمر عطا کی جس کے اندر وہ سَلٰمٌ ۛ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ ﴿٥﴾ (97-5) کے ٹاسک اور ہدف کو پورا کر چکے اور کماحقہ وہ اس نے سرانجام بھی دیا اپنی 71 ہجری کی

وفات تک۔ اس کے بعد عالمی مفت خور مترفین کو جلن ہوئی کہ اس آخری نبی نے تو ہماری لوٹ کھسوٹ کے سارے دروازے بند کر دئے سو کیوں نہ ہم اسکے انقلاب کو الٹا کر دیں سو اپنے سارے بے ضمیر بکاؤ مال اسکالر اس تحقیق اور جستجو پر بٹھائے کہ علم وحی سے آئے ہوئے انقلاب کا رد اور توڑ تلاش کرو پھر جو انکی تھنک ٹینک چاروں شانے چت سنبھال کر بیٹھی تو انھوں نے یہ راز کھوج نکالا کہ اللہ نے جو اپنی طرف سے ہدایت کے ذریعہ نبوت کو بند کر کے آخری نبی کو آخری کتاب دیکر اس میں سب کچھ سمجھا دیا ہے جس سے اب کسی اور نئے نبی کی ضرورت نہیں ہوگی سو کیوں نہ ہم اللہ کے اس فیصلہ سے کہ ہم محمد کو اٰل نہیں دے رہے تاکہ کوئی علم نبوت کو ورثہ کے روٹ سے الٹ پلٹ نہ کر دے سو انھوں نے قراٰن میں نبی کو اٰل نہ دینے کے اعلان (40-33) کے باوجود ننھیالی نواسگانی رشتوں کے جوڑ سے جعلی اٰل کی شاخ نکالی جعلی اٰل اسطرح کہ اسکے ابتدائی سارے اقربا تخیلاتی فرضی ہوائی اور یوٹوپیائی بنائے اور انکو نبوت کا بھی وارث مشہور کیا پھر علوم اہل بیت کا ڈنڈھورا پیٹنا شروع کیا جو وہ سارے علوم رد قراٰن کی خاطر بنائی ہوئی حدیثوں پر مشتمل ہے پھر جتنا بھی کچھ رد قراٰن کے حوالہ سے کام کرنا تھا وہ سارا کچھ علم حدیث کے نام سے میدان میں لے آئے اور اسکا تعارف ابن حزم سے یہ کرایا کہ الحدیث قاض علی کتاب اللہ۔ یعنی علم حدیث کے فیصلے کتاب اللہ قراٰن کے بھی اوپر کے جج اور منصف ہیں۔ آگے ان حدیثی افسانوں کیلئے خلفاء رسول اور اٰل رسول کے لئے رجال کار کی بھی ضرورت پڑی پھر جس طرح فلموں کی کہانیاں بنائی جاتی ہیں اس طرح جناب رسول کی وفات بجاء 71 ہجری کے سال گیارہ ہجری میں حدیثوں کے اندر لکھدی اور جو جناب رسول کے حقیقی اور عرصہ نبوت 23 سالوں کے سچے کار نامے تھے ان سب کو بلیک آئوٹ کر کے علم حدیث سے وہ بھی بوگس سیرت النبی تیار کی اور جڑتوں تاریخ نبوت بھی تیار کی۔

جناب رسول کی وفات کا سال گیارہ ہجری میں لکھ کر بعد کے ہجری سال اکہتر تک 60 سال کی زرین تاریخ نبوت کو تو ملیامیٹ کر دیا لیکن پیدا ہونے کے سال پیدائش سے لیکر گیارہ ہجری تک کی جعلی وفات کے تریسٹھ سال کے عرصہ کی بھی من گھڑت سیرت لکھی وہ بھی اتنی حد تک قابل اعتراض جو ہم امت والے لوگ دشمنوں کی انگشت نمائی کا کوئی جواب نہیں دے سکتے اگر دنیا کے اندر اللہ کی کتاب قراٰن اللہ کی مہربانی سے محفوظ سلامت نہ ہوئی تو گویا دشمنوں نے ہم سے ہمارا اللہ کا بھیجا ہوا رسول بھی چھین لیا ہوتا۔ اب جو ہمارا رسول ہمارے پاس شاندار تابنا کیوں کے ساتھ موجود

ہے وہ سارا کچھ قرآن کے طفیل سے ہے ورنہ علم حدیث والا رسول تو دشمنوں نے جو پیش کیا ہے وہ کتاب بخاری کے کتاب النکاح میں اور کتاب المغازی میں جا کر پڑھکر دیکھو۔

مثال کے طور پر کتاب المغازی سے میں ایک حدیث پیش کرتا ہوں کتاب المغازی کا یہ باب نمبر 529 ہے حدیث کا نمبر 1779 ہے باب میں لکھا ہے کہ حجۃ الوداع سے پہلے جناب رسول کا علی کو اور خالد بن ولید کو یمن بھیجنا (لڑائیوں میں ملے ہوئے مال کا خمس لینے کیلئے) آگے حدیث یہ ہے کہ بریدہ اپنے باپ سے روایت کرتا ہے کہ نبی علیہ السلام نے خالد کی طرف علی کو بھیجا خمس کا حصہ وصول کرنے کیلئے، اور میں علی کو پسند نہیں کرتا تھا یعنی اسکے ساتھ بغض رکھتا تھا۔ (علی نے وہاں مال خمس میں ملی ہوئی ایک لونڈی کے ساتھ جماع کیا) پھر غسل کیا (جنابت کا علی نے) اسپر میں نے خالد سے اسکی شکایت کی کہ تو نہیں دیکھ رہا اسکی طرف پھر جب ہم آئے نبی علیہ السلام کے پاس تو میں نے یمن میں گئے ہوئے علی کے واقعہ کا ذکر کیا کہ اس نے وہاں لونڈی کے ساتھ یہ یہ کیا ہے پھر نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ اے بریدہ تو علی کے ساتھ بغض کرتا ہے میں نے کہا کہ ہاں میں اسکے ساتھ بغض رکھتا ہوں اس پر جواب میں نبی نے فرمایا کہ علی کے ساتھ بغض نہ کرو اسکا تو خمس کے مال میں ایک لونڈی سے بھی زیادہ حصہ بنتا ہے۔

جناب قارئین! اس حدیث کے اوپر خود سوچو میں کیا لکھوں کتنا لکھوں اس حدیث کے واقعہ کی ایک فیصد بھی بات سچی نہیں ہے ساری حدیث جھوٹی اسکے افراد فرضی کردار فرضی اس حدیث بنانے والوں نے ایک طرف جناب رسول کے اوپر الزام لگایا کہ اس نے حکم قرآن غلام سازی پر بندش (8-67) (4-47) کے اوپر عمل نہیں کیا تھا جو اسکا اسٹاف لڑائیوں میں مفتوحین کی عورتوں کو لونڈیاں بناتا تھا جس کو مال خمس کی مد میں شمار تو کیا جاتا تھا لیکن ہیڈ آف اسٹیٹ تک اسے پہنچانے سے پہلے اور اسکی تقسیم کرنے سے پہلے اسے لینے کیلئے بھیجا جانے والا صحابی علی جو رشتہ آل محمد محمد کا منبع بھی ہے وہ مال خمس کو رسول تک پہنچانے اور وہاں انکی تقسیم سے پہلے بلکہ وہاں پہنچنے سے پہلے لونڈی بنائی ہوئی عورت کے ساتھ بغیر نکاح کے زنا بھی کرتا ہے جبکہ قرآن حکیم کے حکم کے مطابق اسلام کے آنے سے پہلے کے دور میں موجود غلام مردوں اور عورتوں کو ایک طرف تو آزادی طلب کرنے پر سرکاری بجٹ سے اسکے مالک سے خرید کرکے آزاد کرنا ہے پھر اسے روزگار کمانے کیلئے بجٹ سے مال بھی دینا ہے کہ وہ جاکر خود کفالت کی زندگی گذارے (سورت النور 24 آیت 33) اور جو اسلام کے آنے سے پہلے والی لونڈی بنائی ہوئی عورتیں جو بجٹ کی کمی کی وجہ سے یا

خود انکی رضا کی وجہ سے ابھی وہ آزاد نہیں ہو سکی ہوں انکے لئے قرآن حکیم کا حکم ہے کہ فَانْكِحُوْهُنَّ بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ وَ اٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ (4-25) یعنی انکے مالک سے اجازت لیکر انکے ساتھ نکاح کیا کرو اور محصنات یعنی آزاد عورتوں کی طرح انھیں اپنی بیوی بنا کر رکھو اور غیر مسافحات (بغیر طلب اولاد کے منی بہانا) یعنی انکے ساتھ متعہ کی طرح کا بھی کوئی تعلق نہ رکھا جائے۔

محترم قارئین! آپ نے غور فرمایا کہ علم حدیث بنانے والوں نے جو انکے بقول انکی حدیثوں کے سواء قرآن سمجھ میں نہیں آئے گا اس سے جناب رسول کی نبوت کی تیئیس سالہ حیات طیبہ کا کیا تو تعارف کرایا ہے؟ میں نے اس مختصر چیپٹر میں غلام سازی پر بندش کی آیات کیلئے قرآن کا بھی حوالہ لکھا ہے اور اسلام کے آنے سے پہلے والے معاشرہ میں موجود غلاموں کو سرکاری بجٹ سے پئیسے نکال کر ان کے مالکوں سے خرید کر کے آزاد کئے جائیں اور مزید براں انھیں انکی کفالت کیلئے سرکاری بجٹ سے خرچ بھی دیا جائے کہ وہ کہیں چور یا بکھاری بن کر معاشرہ کو نہ بگاڑیں۔ سو قارئین پر فرض بنتا ہے کہ وہ قرآن والے اسلام اور علم حدیث والے اسلام کا موازنہ کریں پھر سوچیں کہ ایسی حدیثیں بنانے والوں نے ایک طرف جناب رسول کو اسکی نبوت اور رسالت کیلئے ملی ہوئی زندگی 83 سال چار ماہ سے ساٹھ سال کاٹ کر نبوت کا عرصہ اپنی حدیثوں میں 23 سال بتایا پھر دوسری طرف 23 سالوں میں جناب رسول کی جو سیرت انھوں نے پیش کی کہ اسکے پاس انصار صحابہ کی ایک عورت آئی پھر اسکے ساتھ خلوت (اکیلائی) میں گذارا پھر اسے کہا کہ مجھے انصاریوں کی عورتیں بہت پسند ہیں (حوالہ کتاب بخاری کا کتاب النکاح)

مطلب ایسی حدیثوں کی طرف توجہ دلانے کا یہ ہے کہ ان حدیث سازوں نے جناب رسول اور اسکی معرفت ملی ہوئی شریعت کے قرآن حکیم میں ملے ہوئے اور بتائے ہوئے تعارف کو بھی ملیا میٹ کر کے خس وخاشاک کر دیا ہے۔ پھر بھی آپکو یاد دلاتا چلوں کہ آخر دنیا کے اتحاد ثلاثہ یہود مجوس ونصاریٰ نے اپنے سرکاری اقتدار کی مسلم نو آبادی ممالک میں جو ہمارے عربی مدارس میں امامی علوم کو نصاب تعلیم میں لازمی طور پر شامل کرایا ہوا ہے آخر اس میں انکا کوئی تو مفاد ہے جو وہ یہ ہے کہ مسلم امت بغیر جنگ کے کافر اور منکر قرآن ہو جائے۔

وَ لَتَعۡلَمُنَّ نَبَاَهٗ بَعۡدَ حِیۡنٍ ﴿۸۸﴾ (38-88)

کچھ وقت گذرنے دو تمھارے نسب ناموں کے شجروں کا پتہ لگ جائے گا

پہلے نمبر پر رب تعالیٰ نے اپنے سارے رسولوں کی عمریں مقرر کر کے انھیں باخبر رکھنے کیلئے بتایا بھی کہ تمھاری اتنی اتنی عمر ہے فرمایا کہ وَ اِذَا الرُّسُلُ اُقِّتَتۡ ﴿ؕ۱۱﴾ لِاَیِّ یَوۡمٍ اُجِّلَتۡ ﴿ؕ۱۲﴾ (12-11-77) یعنی جس وقت سارے رسولوں کا وقت مقرر کیا جائے گا کہ کس وقت انھیں موت دیا جائے گا اور یہ بات اس واسطے کہ تمھاری یہ عمر جس ڈیوٹی کی خاطر دی جاتی ہے وہ ڈیوٹی ہے لِیَوۡمِ الۡفَصۡلِ ﴿ۚ۱۳﴾ (13-77) یعنی تم اپنی امت کے جملہ افراد کو اللہ کا پیغام رسالت اتنا وسیع دائرہ میں مدلل طور پر سب کو پہنچاؤ جو اللہ کو انکے ساتھ فیصلہ کرتے وقت لوگوں کی طرف سے یہ نہ کہا جائے کہ ہمیں تیری طرف سے ایسا کوئی پیغام نہیں ملا تھا۔ مطلب کہ اللہ نے اپنے جملہ رسولوں کو انکی عمریں اور ان عمروں میں کام کتنا کرنا ہے یہ سب کچھ بتا دیا تھا۔ سو سب نبیوں کو جو یہ بات انکے صحائف میں بتائی گئی تھی جو فی الوقت سارے صحیفے تحریف شدہ بگاڑے ہوئے اور ناپید ہیں اور جناب آخر الزمان خاتم الانبیاء محمد علیہ السلام کو جو کتاب دی گئی وہ جملہ کتابوں کی تعلیمات کی جامع ہے سو اس میں جملہ انبیاء کو انکی عمریں بتانے کی اور انکے اندر ڈیوٹی کی حدود مقرر کر کے دینے کی اجمالی بات تو آپ نے پڑھی سورت المرسلات کی آیات نمبر گیارہ تا چودہ کے اندر رہا معاملہ نبی آخر الزمان محمد علیہ السلام کی عمر نبوت کی رینج اور اس میں ڈیوٹی کی تفصیل کا سو وہ رب تعالیٰ نے ساری تفصیل سورۃ القدر 97 میں بتا دی جو وہ رسالت کا عرصہ آیت نمبر 3 میں بتایا ہے کہ وہ ہزار ماہ ہے یعنی 83 سال اور چار ماہ رہا یہ سوال کہ اس عمر کے اندر نبی کو ڈیوٹی کیا کرنی ہے اسکے لئے بتایا کہ سَلٰمٌ ۛ۟ هِیَ حَتّٰی مَطۡلَعِ الۡفَجۡرِ ﴿۵﴾ (5-97) یعنی امن اور سلامتی کے ساتھ پوری دنیا کے اندر ہدایت کا صبح طلوع کرنا ہو گا کوئی اگر سوال کرے کہ رب تعالیٰ نے جناب رسول کی نبوت ملنے کے بعد والی زندگی 83 سال چار ماہ کا ذکر فرمایا لیکن نبوت سے پہلے والی چالیس سال کی زندگی (15-46) کا ذکر کیوں نہیں فرمایا اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ کے ہاں قابل ذکر زندگی وہ ہے جس کے اندر اللہ کی کتاب کی روشنی میں لوگوں کو وعظ و نصیحت کی جائے سو اللہ عزوجل نے جناب رسول کی نبوت ملنے سے پہلے صرف ایک واقع کا ذکر فرمایا ہے وہ بھی وہ واقعہ ہے جو اللہ رب العزت نے ازل سے لکھ دیا تھا کہ میں نے جملہ اقوام عالم کو خطہ ارض (168-

7) تقسیم کر کے دے رکھا ہے سو روم کے بادشاہ نے عربوں کی مملکت حجاز کو ان سے چھیننے کیلئے اپنے یمن کے گورنر کی معرفت ان سے انکی ریاست چھیننے کیلئے انکے اوپر حملہ کرایا تھا سو وطن کے دفاع کیلئے نیشنل ازم کے اصول پر جناب محمد علیہ السلام نے جو اس وقت تک نبی نہیں بنا تھا اور وہ حملہ آور کے خلاف قبیلے کے ساتھ لڑا تھا اللہ نے سورت فیل میں جناب رسول کا نبوت ملنے سے قبل کے کارنامہ کا وہ ذکر فرمایا(4-105) اور جناب رسول کی بقیہ چالیس سالوں کی زندگی میں سے یہ ضرور بتایا کہ اے محمد وَكَذٰلِكَ اَوۡحَيۡنَاۤ اِلَيۡكَ رُوۡحًا مِّنۡ اَمۡرِنَا ؕ مَا كُنۡتَ تَدۡرِىۡ مَا الۡكِتٰبُ وَلَا الۡاِيۡمَانُ (52-42) یعنی ہماری طرف سے وحی کے ذریعے قرآن ملنے سے پہلے تو نہ کتاب کا علم رکھتا تھا نہ ہی یہ کہ ایمان کیا ہوتا ہے سو اس بات سے یہ بات ثابت ہوئی کہ کوئی بھی شخص اگر اپنی زندگی میں اللہ کی بھیجی ہوئی انبیاء علیہم السلام کی تعلیم کی عقلی موافقت سے کوئی سی بھی تعمیل اور خدمت کرتا ہے وہ تو یقین سے قابل ذکر ہے اور بغیر علم وحی کی مطابقت کے بقیہ زندگی کسی حد تک بھی قابل ذکر نہیں ہے اسی لئے تو اللہ عزوجل نے خود اپنے رسول خاتم الانبیاء علیہ السلام کو بھی فرمایا کہ وَ وَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى ۞ (7-93) تجھے ہم نے راہ راست کی تلاش میں سرگردان پایا پھر ہم نے تجھے ہدایت بخشی اس آیت کریمہ سے بھی جناب رسول کی اس تڑپ کا ذکر کیا گیا جس کے اندر اللہ سے ہدایت ملنے کی طلب اور تلاش تھی یعنی اسکی تلاش ہدایت کے سواء سیرت النبی کے موضوع کے حوالہ سے قرآن میں اور کوئی ذکر نہیں ہے۔ اس ٹرمنالاجی سے یہ بھی ثابت ہوا کہ جناب رسول سے غیر قرآنی باتیں بطور قوانین اور سند کے قرآن کے ہوتے ہوئے استدلال کی خاطر لینا جائز نہیں ہے ورنہ قرآن جناب رسول کو نبوت ملنے سے پہلے چالیس سال عرصہ کی باتیں اور غیر قرآنی اقوال ضرور بتاتا اللہ کے اس انداز سے جملہ انبیاء خواہ غیر انبیاء کے تذکروں سے ثابت ثابت ہوتا ہے کہ اللہ کو انسانوں کے حوالہ سے صرف اپنی دی ہوئی تعلیم کے حوالہ جات سے تعلیم اور اسکی تعمیل سے متعلقہ امور سے دل چسپی ہے اس بات سے یہ بھی ثابت ہوا کہ موسیٰ علیہ السلام کی حیات طیبہ کے قبل از نبوت کے سارے قصے خواہ مجمع البحرین کے پاس کا عبدا من عبادنا شخص سے ملنے کا قصہ ہو یا اپنی ماں کے ہاتھوں دریاء میں ڈالے جانے سے لیکر فرعون کے شاہی محل میں پالے جانے مدین میں جاکر بکریاں چرانے یہ نبوت سے پہلے کی جملہ باتیں اس تمہید کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں جو توریت نامی صحف موسیٰ کے ملنے سے پہلے نبوت کی مشن غلام قوم کو

آزاد کرانے سے تعلق رکھتی ہیں یہاں قصہ موسیٰ سے یہ تعلیم ملتی ہے کہ غلام لوگوں سے قیامت میں شریعت خداوندی سے متعلق کچھ بھی نہیں پوچھا جائے گا سواء اسکے کہ غلام کیوں رہے؟ اللہ کی جانب سے انی جاعل فی الارض خلیفہ کا بارامانت آزاد لوگوں کیلئے ہے اس لئے پہلے آزادی پھر کوئی شریعت سو یہ بات سب لوگ جانتے ہیں کہ جب تک بنی اسرائیل فرعون کے پاس موسیٰ سمیت غلامی کے اندر رہ رہے تھے اتنے تک وہ کسی بھی معاشرتی وحی والی تعلیم کے پابند نہیں تھے انکی صرف ایک ڈیوٹی تھی کہ جس وقت رات کو تمھیں موسیٰ آزادی کے لئے پکارے کہ اٹھو کہ مصر سے بھاگ نکلیں تو اسکے کہے پر نکل پڑنا مطلب کہ پہلے آزادی پھر شریعت اور شریعت کا تعلق صرف علم وحی کے ساتھ ہوتا ہے۔

مطلب کہ ہمارے آخری نبی کو اسکی عمر نبوت ورسالت کا عرصہ اسے کھول کھول کر بتایا گیا(5 تا3-97) میں عمر نبوت کے متعین کرکے بتانے والے مفہوم کا انکار نہیں کرسکتا۔ سو اب آتے ہیں جناب رسول کے زمانہ حیات میں اسکی فیملی ممبروں کی عمروں کے موازنہ کے اوپر سو شروعات کرتے ہیں ہم بی بی خدیجہ کی عمر کا جناب رسول علیہ السلام کی عمر مبارک سے تطبیق کی طرف یہاں ایک خاص بات میں عرض کروں کہ صرف جناب رسول کی عمر مبارک ہم قرآن کی بتائی ہوئی 123 سال چار ماہ کے حوالہ والی مانیں گے اور استدلال میں پیش کریں گے بقیہ فیملی ممبرس یا کچن کیبنٹ کے ساتھیوں کی عمریں وہ علم حدیث کی بتائی ہوئی پیش کریں گے وہ بھی اس لئے نہیں کہ ہم کوئی انکو درست تسلیم کرتے ہیں بلکہ صرف اس لئے کہ انکا قرآن حکیم کی بتائی ہوئی عمر رسول سے حدیثوں کا تضاد اور ٹکراء ثابت کرکے انکا جھوٹا ہونا ثابت کریں سو جو احادیث کے حوالہ جات سے یہ لکھا گیا ہے کہ جناب رسول کی پہلی شادی انکی پچیس سال کی عمر میں بی بی خدیجہ کے ساتھ ہوئی ہے اور بی بی صاحب اس وقت چالیس سال کی عمر میں بیوہ تھی۔ اب حدیثوں میں جو پہلی شادی کے وقت جناب رسول کی عمر پچیس سال بتائی گئی ہے انکے پاس حدیثوں کا دلیل یہ ہے کہ جناب رسول مکہ پر لشکر فیل کے ساتھ ابرہ بادشاہ کے حملہ والے سال کے بعد پیدا ہوئے تھے اور اسکو اس وقت پچیس سال گذرے تھے اس لئے ہم قرآن کے کہے مطابق کہ جناب رسول لشکر فیل والوں کے مقابلہ میں انکے اوپر اونٹ سوار فوجی دستہ کے ساتھ سنگ باری کی تھی تو یقیناً وہ اسوقت کم سے کم 25 سال کی عمر کے ہوں گے اس لئے پچیس سال سورۃ فیل کے بتائے ہوئے اور پچیس سال حدیث سازوں کے بتائے ہوئے کل پچاس ہوئے سو حقیقت جا کر یہ

ہوئی کہ دلہن خدیجہ چالیس سال کی عمر کی ازروء حدیث اور دولہا جناب رسول پچاس سال کی عمر کا، ازروء قرأن۔ اب یہاں ہم پھر علم حدیث کی بات لے آئیں گے کہ بی بی خدیجہ مکہ شہر کے مالدار امیر لوگوں میں سے تھی اور اسکے تجارتی قافلے باہر کے ملکوں دور دور تک جاتے تھے سو اس نے جناب رسول کی ایمان داری کی باتیں سن رکھی تھیں اس لئے اسے اس نے اپنا تجارتی مینیجر اور نمائندہ بنایا تھا جسکی مینیجمنٹ سے اسے تجارت میں نفع ہوا پھر اس کے ساتھ شادی بھی رچائی محترم قارئین اب آئیں کہ قرأن سے پوچھیں کہ جناب رسول کا اپنے دور رسالت میں ذریعہ روزگار کیا تھا بیوی کے کاروبار میں ملازمت یا کچھ اور ہی سو یہ جواب بھی اللہ عزوجل نے دشمنوں کی زبان سے دلوایا کہ وَ قَالُوْا مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ يَاْكُلُ الطَّعَامَ وَ يَمْشِیْ فِی الْاَسْوَاقِ ؕ لَوْ لَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَلَكٌ فَيَكُوْنَ مَعَهٗ نَذِيْرًا ۟ (7-25) یعنی کہا مخالفوں نے کہ اس رسول کو کیا ہو گیا ہے جو اسے کھانا پینا جب ملتا ہے جب بازاروں میں پھیریاں کھاتا ہے مزدوری کرنے کیلیئے۔ کیوں نہیں اس کے لئے کوئی ملائک بطور باڈی گارڈ لٹھ بردار ساتھ میں دیا گیا جو وہ لوگوں کو ڈرا دھمکا کر رسول کیلیئے بھتہ اور منتھلی وصول کرتا تو بغیر محنت کے گھر بیٹھے کھانا پینا مل جاتا مطلب کہ جناب رسول رسالت کے عرصہ میں خدیجہ کا ملازم نہیں بنا حدیثیں بنانے والوں نے خدیجہ کی مالداری اور امیر ہونے کا زمانہ بھی وہ بتایا ہے جو خود انھوں نے عربوں کی عورتوں سے نفرت اور عار کا اپنی روایات میں خود لکھا ہے کہ وہ پیدا ہوتے ہی انھیں زمین کھود کر اندر گاڑ دیتے تھے ایسے بے رحمانہ دور میں انکی ایک عورت بین الاقوامی تجارت کی مالکن بنتی ہے۔

اب آتے ہیں دلہن خدیجہ کو اسکے شوہر جناب رسول سے ہونے والی اولاد میں سے چھوٹی میں چھوٹی بیٹی فاطمہ کی ولادت کے سال سے شوہر اور بیوی کی عمروں میں موازنہ کرنے کی طرف سو اس توازن میں ہم جناب رسول کی عمر علم حدیث کے ڈھکوسلوں سے لینے کے بجاء قرأن کی بتائی ہوئی عمر سے حساب لگائیں گے اور بیوی بنائی ہوئی خدیجہ کی عمر اور اسے ہونے والی بیٹی کا سال ولادت ہم علم حدیث کے حوالوں سے عرض کریں گے کیونکہ قرأن غیر رسولوں کی پیدائش اور عمروں کے اوپر جان بھوج کر روشنی نہیں ڈالتا سواء مریم کے وہ بھی اس لئے کہ اس کے بطن سے محمد علیہ السلام کی رسالت کا مقدمۃ الجیش عیسیٰ پیدا کرنا تھا وہ بھی مریم کے پیٹ سے جس نے اپنے دور کی مذہبی مافیا ہیکل کی ملاشاہی سے ٹکر کھائی تھی جو یہ کام ہر دور کے نبی کا ہوتا ہے جسے مریم نے عورت ہو کر بھی سرانجام دیا تھا۔

جناب فاطمہ کی ولادت کے سال کے بارے میں اصول کافی اور وکی پیڈیا نے نبوت کے پانچویں سال کو سال ولادت لکھا ہے تو اس وقت تک نبی کی شادی بی بی خدیجہ سے ثابت ہی نہیں ہوتی جس کا تفصیلی ثبوت عمر رسول قرآن سے ابھی آپ نے پڑھا جو ہم نے سورت الفیل کے حوالہ سے لکھا کہ جب بی بی خدیجہ چالیس کی عمر میں نبی علیہ السلام سے شادی کرتی ہیں تو قرآن کے حوالہ سے نبی علیہ السلام پچاس سال کی عمر کو پہنچے ہوئے ہیں تو گویا اس نے اپنی شادی سے پانچ سال پہلے اولاد پیدا کی۔

جناب قارئین! حدیث سازوں نے عمر رسول کے معاملہ میں یہ ہیرا پھیریاں اس گھمنڈ میں کی ہیں جو انھیں یقین تھا کہ انکی اسلام کے نام کی عباسی حکومت انکی احادیث کے مقابلہ میں قرآن کو کبھی بھی دین سیکھنے سمجھنے کیلئے میدان کے اوپر آنے نہیں دیگی اور قرآن کے سواء کوئی انکی قلابازیوں کو پکڑ نہیں سکے گا جو خواہ وہ نبی کے نام سے فرضی آل محمد کا فرضی نسل میدان پر لے آئیں یا نبی علیہ السلام کی 23 سالہ دور نبوت میں اسے فرضی آل کے ذریعے انقلابی اقدار سے ناکام بنائیں اور 23 سال کی زندگی کے ساٹھ سال نبوت والے گم کر کے علم حدیث کی ایجاد سے قرآن کو صفحہ ہستی سے مٹا کر اسے زندہ انسانوں کی ہدایت کے بجاء مردہ لوگوں کیلئے ایصال ثواب تک محدود بناڈالیں۔

تاریخ اسلام قرآن کے آئینہ میں

نہ شبم نہ شب پرستم کہ حدیث خواب گویم
منم غلام آفتاب حدیث از آفتاب گویم

ترجمہ: نہ میں اندھیرا ہوں نہ ہی اندھیرا پرست۔ میں قرآن کا نوکر ہوں بات بھی قرآن سے کروں گا۔

اصولی طور اس موضوع پر قلم اٹھاتے وقت بانیء اسلام جناب خاتم الانبیاء علیہ السلام کے قرآنی تعارف کے خلاف علم حدیث بنانے والوں نے جو ستم ظریفی کی ہے بات کو اگر وہاں سے شروع کیا جائے گا تو امید ہے کہ مضمون کے عنوان کا حق ادا ہو سکے گا۔ اور جو میں نے عنوان تجویز کیا ہے اسے ثابت کرنے کے لئے میں دلائل کا محور صرف قرآن حکیم کو قرار دیتا ہوں جس کی رہنمائی میں یہ ثبوت ملا ہے کہ محمد علیہ السلام کی کل عمر مبارک 123 سال چار ماہ تھی۔

قرآن کی طرف سے جناب رسول کا نبوت ملنے سے پہلے کا تعارف

تَرۡمِیۡهِمۡ بِحِجَارَةٍ مِّنۡ سِجِّیۡلٍ ۙ﴿۴﴾ (4-105) یعنی اے محمد علیک السلام تو نشانے لیتے ہوئے (لشکر ابرہ کے اوپر) سخت پتھروں سے سنگ باری کر رہا تھا۔

محترم قارئین! اس آیت کریمہ میں جناب رسول کا نبوت ملنے سے پہلے جنگجو لڑاکا نشانہ بازی میں نمایاں حصہ لینے والا دکھایا گیا ہے۔ جناب محمد علیہ السلام کا تیر اندازی میں نشانہ بازی کا کردار نبوت ملنے کے بعد بھی تصریف آیات کی روشنی میں ملاحظہ فرمائیں! فَلَمۡ تَقۡتُلُوۡهُمۡ وَلٰکِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمۡ ۪ وَمَا رَمَیۡتَ اِذۡ رَمَیۡتَ وَلٰکِنَّ اللّٰهَ رَمٰی ۚ (17-8) یعنی جنگ بدر میں جن لوگوں کو تم نے قتل کیا (یہ تم نے میرے حکم سے کیا ہے اسلئے ایسے سمجھو کہ) یہ انکو قتل کرنا مارنا اللہ کے ذمے ہو گا تم انکے قتل سے بری ہو اور اے محمد علیک السلام تو نے بھی لڑائی میں جو تیر اندازی کی وہ بھی میرے حکم سے کی تھی اس لئے تیرے والے وہ تیر بھی گویا دشمنوں کو میں نے مارے (ان سے دشمن کے جو لوگ مرے وہ بھی اوروں کی طرح جیسے کہ میں نے مارے) اس آیت کریمہ سے امام بخاری کی یہ حدیث بھی جھوٹی ثابت ہوئی کہ جنگ بدر میں ایک طرف اصحاب کرام کا لشکر میدان میں لڑ رہا تھا دوسری طرف نبی علیہ السلام چادر مونڈھوں پر اوڑھ کر ایک ٹبے پر بیٹھے دعا کے دوران اللہ عزوجل کو دھمکیاں دے رہے تھے کہ اللھم ان تھلك ھذہ العصابة لاتعبد الی یوم القیامہ یعنی اے میرے اللہ آج اگر ہلاک ہو جاتی ہے یہ مٹھی بھر جماعت تو قیامت تک نہیں عبادت کی جائے گی تیری۔

محترم قارئین! امام بخاری اس خلاف قرآن جھوٹی حدیث میں جیسے کہ اللہ کو لوگوں کی عبادت کا محتاج قرار دیتے ہوئے وارننگ دے رہا ہے کہ اس جماعت کو بچاؤ ورنہ تیری عبادت کرنے والا کوئی نہیں ہو گا۔ قارئین لوگو! امامی کھیپ کی قرآن دشمنی پر مشتمل حدیثیں کیا کیا تو پیش کروں ان حدیث سازوں نے آیت کریمہ وَّ اَرۡسَلَ عَلَیۡهِمۡ طَیۡرًا اَبَابِیۡلَ ۙ﴿۳﴾ جسکی معنی ہے کہ اہل مکہ کے حکمران نے

حملہ آور یمن کے گورنر ابرہ کے مقابلہ میں اپنا طیر نامی تیز رفتار ہر اول فوجی دستہ جو اونٹوں کے جھنڈ پر مشتمل تھا روانہ کیا جس کے اندر نبوت ملنے سے پہلے نشانہ بازی میں تیر اندازی کا پختہ محمد (علیہ السلام) بھی دشمنوں کے لشکر پر سنگ باری کر رہا تھا۔

جناب قارئین! آیت کریمہ کا لفظ ابابیل یہ ابل کا جمع ہے ابل خود قرآنی عربی کا لفظ ہے بحوالہ (88-17) جسکی معنی اونٹ ہے مطلب کہ حدیثیں بنانے والوں نے ابابیل یعنی اونٹوں کے جھنڈ کو تحریف معنوی کرتے ہوئے کالی چڑیا بناڈالا ہے جسکا وزن آدھے چھٹانگ سے بھی کم ہو گا۔ لیکن ان حدیث ساز اماموں کو کیا پتہ کہ قرآن بھی ان جیسے چوروں کو پکڑانے میں وَ لَتَعۡلَمُنَّ نَبَاَهٗ بَعۡدَ حِیۡنٍ ﴿۸۸﴾ (88-38) بڑے پتے کی باتیں بتادیتا ہے وہ بات قرآن حکیم نے یہ بتائی کہ اس جنگ میں کمانڈر جناب محمد تو اندازاً آدھے کلو کے سخت پتھروں کے ساتھ دشمنوں پر سنگ باری کر رہا تھا جبکہ روایت سازوں کی جو یہ طئے شدہ سازش ہے کہ اسلام کو، قرآن کو محمد علیہ السلام کو انکے حقیقی اور اصلی تعارف سے لوگوں کو متعارف نہ کرایا جائے جیسے کہ آپنے ابھی پڑھا کہ جناب رسول نبوت ملنے سے پہلے ہی میدانی شہسوار تھے جس کو رب تعالیٰ میدان جنگ بدر میں بھی دوران جنگ کہہ رہا ہے کہ اے میرے محمد علیک السلام میں اللہ دیکھ رہا ہوں کہ تیرے دشمنوں نے پانی کے چشمہ پر قبضہ کر دیا ہے آپ کے لشکر والے لڑائی کے دوران پانی کی ایک ایک بوند کو ترس رہے ہیں اور تم سب اللہ سے مطالبہ کر رہے ہو کہ پانی! پانی! پانی (8-9) پھر تمھارے مطالبہ پر میں نے آسمان سے بارش برسا کر تمہیں پانی بھی پہنچایا (8-11) جبکہ قصہ ساز افسانوی حدیثیں بنانے والوں نے جنگ کربلا کا جغرافیائی محل وقوع بھی جنگ بدر کے سین سے مستعار لیا ہے کہ پانی کی ندی پر یزیدی لشکر قابض تھا امام کے کیمپ میں بچہ امام اصغر پانی کی پیاس میں تڑپ رہا تھا اللہ نے جنگ بدر میں رسول کے پیاسے لشکر کیلئے تو فی الفور وہیں کے وہیں آسمان سے بارش برسا کر جناب رسول کے اصحاب کی خاطر پانی کا بندوبست کر دیا لیکن جنگ کربلا میں اللہ نے بدری کرشمہ نہیں دکھایا بچہ امام اصغر کو پانی دینے کے عوض یزیدی لشکر نے تیر مار کر شہید کر دیا آسمان اوپر سے کھڑا کھڑا دیکھ بھی رہا تھا اور اوپر سے پانی کی ایک بوند بھی نہیں برسائی جو بندوبست اسنے بدر میں اصحاب رسول کیلئے کیا تھا معلوم ہوتا ہے کہ اگر یہ داستان جنگ کربلا سچ ہوتا تو رب تعالیٰ ضرور اپنی طرف سے آسمان سے بارش برسا کر بچہ امام اصغر کی پیاس بجھانے کیلئے بارش برساتا۔ میں نے جنگ کربلا کو افسانوی روایات کا عجوبہ اس لئے قرار دیا ہے کہ قرآن حکیم تو سورت انچاس کی آیت نمبر گیارہ میں یزید کے باپ معاویہ کے وجود کا ہی انکار کر رہا ہے تو جب باپ ہی نہ ہو گا تو بیٹا کہاں سے آئے گا۔ پھر جب یزید ہی نہ ہو گا تو جنگ کربلا کس کی کس کے ساتھ؟۔

جناب قارئین! جو حدیث سازی کے فن میں امام کہلانے والے لوگ اونٹوں کے لئے قرآن کے لائے ہوئے لفظ ابابیل جمع ابل کا ترجمہ کالی چڑیا کر سکتے ہیں تو فرضی یزید کے باپ فرضی معاویہ بمعنی بھونکنے والا جیسی فرضی شخصیت پر افسانوی حدیثیں کیوں نہیں بنا سکتے؟۔ میرے اس مضمون کا موضوع ہے کہ اسلام کے نام سے لکھی ہوئی اسلامی تاریخ مکمل جھوٹوں کا بنڈل ہے جو بانیء اسلام جناب خاتم الانبیاء کو قرآن حکیم اسے نبوت ملنے سے پہلے شہر مکہ میں واقع کعبۃ اللہ کو جب ڈھانے کیلئے یمن کا گورنر ابرہ حملہ آور ہوا ہے تو اس کے لشکر کے مقابلہ میں قرآن جناب محمد کو اونٹ سوار دستہ میں شامل دشمن پر سنگ باری کرنے والا بتا رہا ہے اور علم حدیث

کی روایات میں لکھا جاتا ہے کہ ابرہ بادشاہ کے حملہ کے وقت محمد علیہ السلام پیدا ہی نہیں ہوئے تھے خلاف قرآن ایسی حدیث بنانے پر شرم انکو مگر نہیں آئی!!! کوئی بتائے کہ پھر قرآن کی آیت کریمہ تَرْمِيهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّيلٍ ﴿٤﴾ اے محمد! تو دشمنوں کے اوپر سنگ باری کر رہا تھا کو قرآن سے کیسے گم کیا جائے جو قرآن ببانگ دہل کہہ رہا ہے کہ وَ لَتَعْلَمُنَّ نَبَاَهٗ بَعْدَ حِيْنٍ ﴿٨٨﴾ (88-38) یعنی تمھاری ہر دورغ گوئی کے بارے میں یہ کتاب تمھیں خبریں بتانے والی کتاب ہے۔

میری اس روئداد میں کہ اسلامی تاریخ کے نام کے سارے بنڈل جھوٹوں کے پلندے ہیں جو ان میں جناب رسول بانی انقلاب اسلام کی تاریخ پیدائش ہی جھوٹی لکھی گئی ہے جو تاریخ نویس لوگ جناب رسول کی عمر مبارک کے شروع کی طرف کے کم سے کم پچیس سال کھا گئے ہیں۔

محترم قارئین! ان روایت باز تاریخ نویسوں نے جو پیدا ہونے کی طرف سے عمر مبارک کم دکھائی ہے اسکی فلاسفی انکے نزدیک یہ ہے کہ انہوں نے جو اپنی حدیثوں میں جناب رسول کا تعارف ایک خانقاہی صوفی اور سجادہ نشین پیر کی طرح کا کرایا ہے جو تعویذوں اور دم کرنے کی دعاؤں سے لوگوں کی حاجت روائی کرنے والا کر کے اسے پیش کیا ہے اور قرآن جناب محمد کو تیر انداز اور دشمنوں پر سنگ باری کرنے والا بتارہا ہے جیسے کہ قرآن تو انکی اسکیموں کی پوری فلاسفی کی ستیاناس کر رہا ہے اس لئے انہوں نے دین لینے کیلئے امامی علوم کی روایات کو ہی نصاب تعلیم بنادیا اور بقول ابن حزم قرآن کے اوپر علم حدیث کو قاضی اور جج بنادیا ساتھ میں انہوں نے اپنے مدارس عربیہ اور یونیورسٹیوں میں درجہ تخصص اور پی ایچ ڈی کے مضامیں میں سے دین قرآن سے لینے اور تصریف آیات کی قرآن کی بتائی ہوئی ٹکنالاجی (41-17) کے اوپر بندش ڈالی ہوئی ہے۔ میں جرمن کے تعلیمی اداروں کی ایک پرانی ریسرچ کا ذکر کروں کہ انہوں نے اسلام کے نام سے جناب رسول کی فرمودات احادیث اور ان میں بتائے ہوئے جناب رسول کے فیصلے جنگیں سفر وغیرہ کے لئے مطلوبہ اوقات کو کمپیوٹر میں ڈالکر جواب طلب کیا کہ یہ ایسے سارے کام کرنے والے کی کتنی عمر ہونی چاہیئے جو یہ سارے کام سرانجام دے سکے تو جواب ملا کہ اتنی احادیث کے کاموں کی خاطر سات سو پچیس سالوں کی عمر میں اتنے کام ہو سکتے ہیں 23 سالوں میں ان حدیثوں میں بتائے ہوئے اتنے کام نہیں ہو سکتے۔

جناب قارئیں! آپنے دیکھا کہ سورت الفیل کے حوالہ سے یہ حدیث سازی پر تاریخ اسلام بنانے والے لوگ جناب رسول کی پیدا ہونے کی طرف سے پچیس سال کھا گئے جس سے جناب رسول کی ولادت مبارکہ کا مشہور کردہ سال پانچ سو ستر عیسوی غلط ثابت ہو گیا۔ سو تم ہزاروں میلادیں مناتے ہو لیکن کبھی کبھار قرآن سے بھی اپنی تاریخیں درست کرایا کرو تم تو نصاریٰ کی طرح ہو جو قرآن حکیم نے جناب عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کا مہینہ ماہ جولاء بتایا (25-19) عیسائیوں نے میلاد عیسیٰ پچیس ڈسمبر بنادی۔

غلاموں کیلئے بنایا ہوا نصاب تعلیم

غلام ہندستان کے زمانہ میں لارڈ میکالے نے نصاب تعلیم بنایا تھا جب اس سے پوچھا گیا کہ یہ نصاب تو نے کس طرح کا بنایا ہے جواب میں بولا کہ ہمیں سستے کلرک اور منشیوں کی ضرورت ہے اس لئے غلام قوم کی اولاد کی خاطر یہ سلیبس بنایا ہے۔

آزادی حاصل کرنے والوں کے لئے نصاب تعلیم کا صحیح علم تاریخ ہے

رب تعالیٰ نے جناب موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ وَ ذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰىمِ اللّٰهِ ۭ (5-14) اپنی قوم والوں کو فرعون کی غلامی میں رہنے کے خلاف غیرت دلاؤ وہ اسطرح کہ تو اپنی تقریروں میں انہیں تاریخ کے حوالوں سے بتا کہ حکمرانی کوئی فرعون کے ٹھیکے میں نہیں ہے ہمارا دادا ابراہیم بھی شہنشاہ جہان رہا ہے (2-124) سو ہم کسی کے غلام کیوں ہوں۔

جناب خاتم الانبیاء کی حیات طیبہ کے تین دور

جناب قارئین! آپ نے ابھی جناب رسول علیہ السلام کی عمر مبارک سے متعلق ولادت مبارکہ کے بارے میں علم حدیث بنانے والوں کے دجل کا ملاحظہ کیا جس کو قرآن حکیم کی سورۃ الفیل نے صاف طرح سے بتادیا کہ جناب محمد علیہ السلام نبوت ملنے سے پہلے یمن کے گورنر ابرہ کے مقابلہ کے دوران پکی جوانی کی عمر کو پہنچے ہوئے ہیں اتنی حد تک جو دشمن فوج کے مقابلہ میں اونٹ سوار فوجی دستہ کے ذریعے دشمن سے جنگ لڑے ہیں انکے اوپر سنگ باری بھی کی ہے مطلب کہ قرآن نے جناب رسول کی عمر کے پہلے حصہ یعنی سال ولادت کو جو حدیثیں بنانے والوں نے غلط بیانی سے ابرہ کے حملہ کا سال قرار دیا ہے اس کو غلط ثابت کر کے دکھایا۔ سورہ القدر میں بتائی ہوئی عمر مبارک کے دوسرے مرحلے یعنی درمیان والے عرصہ نزول قرآن کے دور کی طرف جو قرآن خود بتاتا ہے کہ لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۙ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ۝ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا (97-34) یعنی نزول وحی کے عرصہ کے اختتام تک جناب رسول کی عمر مبارک ایک ہزار مہینہ یعنی تریاسی سال چار ماہ ہے۔

جناب قارئین! میں نے جو تریاسی سال چار ماہ تک کو نزول قرآن کا عرصہ شمار کیا ہے اس کا ثبوت خود اسی سورت القدر کی اگلی آیت مبارکہ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ۚ مِنْ كُلِّ اَمْرٍ ۝ (97-4) ہے کیونکہ قرآن حکیم کا دوسرا نام روح بھی بتایا گیا ہے تیسرا نام امر بمعنیٰ قانون بھی بتایا گیا ہے ثبوت کیلئے پڑھ کر دیکھیں يُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ بِالرُّوْحِ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَاۗءُ مِنْ عِبَادِهٖٓ اَنْ اَنْذِرُوْٓا اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاتَّقُوْنِ ۝ (16-2) یعنی رب تعالیٰ نازل فرماتا ہے کہ نازل فرماتا ہے فرشتوں کو روح کی حمایت میں اپنے قانون کے ساتھ نیز آیت کریمہ (40-15) بھی اسی مفہوم کی ہے ان دونوں آیتوں میں من امرہ کا جملہ بھی ایک ساتھ ذکر کیا گیا ہے جو کہ قانون کی معنی رکھتا ہے اور قرآن بھی قانون ہے من امرہ میں ضمیر واحد کی استعمال کی گئی ہے جو کہ اس قانون کا مقنن خود رب تعالیٰ آپ ہے، پھر انکے بعد تیسرے مرحلہ کی شروعات کا ذکر ایک تو سورت اذا جاء نصر الله والفتح میں کیا گیا ہے یعنی جب فتح مکہ کے اوپر الیوم اکملت لکم دینکم کا اعلان کیا گیا تو اسکے بعد فوراً فرمایا گیا کہ اے میرے محمد! اب جب مکہ کی غلام ساز جاگیرداریت کے اوپر تجھے ہم نے فتح دلائی یعنی ان مع العسر یسرا یعنی ہجرت سے پہلے بھی تو دکھی تھا پھر ہم نے مشرکین کے اوپر

تجھے فتح دیکر سکھی بنایا پھر ہجرت کے بعد جب تو اہل کتاب یہود نصاریٰ کے مقابلہ میں مدینہ کے اندر پہنچا تو وہاں بھی ان منافق سود خوروں کے ساتھ تیرا ٹکر ہوا ہم نے تجھے وہاں بھی تیرے دشمنوں کے اوپر بغیر جنگ کے ان یہودیوں کو تحریری آرڈر سے نیکالی دلائی (3-59) یہ دور بھی تیرے لئے دوبارہ ان مع العسر یسرا کا تھا یعنی شروع میں یہودیوں کی منافقت اور سودی معیشت کی وجہ سے تو دکھی تھا پھر بغیر جنگ کے ہم نے تجھے خیبر فتح کرایا جو ان کو ولولا کتب علیہم الجلاء کے فیصلہ سے جلاوطن کر کے تجھے سکھ دیا سو اب اے محمد علیک السلام اَلَمۡ نَشۡرَحۡ لَكَ صَدۡرَكَ ۝ (1-94) کیا تجھے تیری نبوت کی مشن اور تحریک میں ان کامیابیوں کے بعد تیرا شرح صدر اس بات پر نہیں ہوا ہے کہ میں اللہ ہر وقت تیرے ساتھ ہوں (40-9) سو اب جو تو فتح مکہ سے فارغ ہوا چاہتا ہے تو تجھ سے ابھی اور بھی بڑے کام لینے ہیں یعنی فَاِذَا فَرَغۡتَ فَانۡصَبۡ ۝ وَاِلٰى رَبِّكَ فَارۡغَبۡ ۝ (8-7-94) وہ جو بڑے کام ہیں وہ ہیں دنیا کے اندر نظام ربوبیت کو برابری کے اصولوں پر قائم کرنا ہے اور (10-41) اسکے ساتھ یہ بھی قانون نافذ کرنا ہے کہ جو کمائے وہ ہی کھائے (39-53) سو دنیا کے بڑے حصہ پر میرے اس قانون علم وحی کے خلاف روم اور فارس افریقہ کی بادشاہتیں مسلط ہیں اس لئے انکے چنگل میں پھنسی ہوئی کروڑوں پر مشتمل آبادی کو غلامیوں سے آزادی دلانا بھی تیرا ہی کام ہے ورنہ دنیا کہے گی کہ قرآن ملنے سے تو کچھ بھی نہیں ہوا ہم پہلے کی طرح غلام ہیں اس لئے اٹھ اور فَسَبِّحۡ بِحَمۡدِ رَبِّكَ وَ اسۡتَغۡفِرۡهُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ۝ (3-110) یعنی اللہ کی حاکمیت کو حمد بھرے اصول ربوبیت کی خاطر جدوجہد کر اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا جس طرح اللہ نے تجھے مکہ اور مدینہ کے جاگیرداروں اور سود خور یہودیوں پر فتح دلائی ہے میں اللہ پھر بھی لوٹ کر تجھے روم اور فارس تک امن وسلامتی کے ساتھ دین کو پہنچانے میں مدد کروں گا۔

محترم قارئین! میں اب آپ سے فیصلہ مانگوں گا کہ علم حدیث بنانے والوں نے ہجرت کے بعد مدینہ میں جا کر مکہ کو فتح کرنے کیلئے فتح مکہ کی تیاریوں کیلئے دس سال کا عرصہ لکھا ہے اور جبکہ اللہ عزوجل کی جانب سے مدینہ میں پہنچنے کے بعد جناب رسول کو بار بار امیڈیٹ کال کے ذریعے رمائینڈر پر رمائینڈر بھیجا ہے کہ فَوَلِّ وَجۡهَكَ شَطۡرَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ ؕ وَ حَيۡثُ مَا كُنۡتُمۡ فَوَلُّوۡا وُجُوۡهَكُمۡ شَطۡرَهٗ ؕ (144-2) یعنی جلدی کر واپنی ساری توجہات کو مسجد حرام (مکہ) کو فتح کرنے کے اوپر مرکوز رکھو۔

محترم قارئین! جو شہر مکہ یعنی مشرکین کی ریاست مکہ روم افریقہ اور فارس کے مقابلہ میں چھوٹی اور کمزور بھی ہے اسکے باوجود اسے فتح کرنے کیلئے علم حدیث بنانے والوں کے بقول اس میں دس سال کا عرصہ لگ گیا ہے تو روم فارس اور افریقہ جو عالمی لیول کی طاقتور بگ پاور حکومتیں ہیں ان کو فتح کرنے کیلئے جناب رسول کو کتنا عرصہ لگا ہو گا؟ میں نے جو سورۃ الم نشرح اور سورۃ اِذَا جَآءَ نَصۡرُ اللّٰهِ وَ الۡفَتۡحُ ۝ کے حوالہ سے جناب رسول کی فتح مکہ کے دوڈھائی ماہ بعد فوراً انتقال فرما گئے ہیں کا انکار کیا ہے یہ دونوں سورتیں فوری وفات کا کھلے الفاظ میں رد کر رہی ہیں سورت الم نشرح تو کھلے الفاظ میں فتح مکہ سے فارغ ہوتے ہی جناب رسول بحکم خداوندی نظام ربوبیت کو عمل میں لانے کیلئے منہمک ہو جاتے ہیں جس کی تائید اور شاہدی سورت اذاجاء نصر اللہ کا حکم فَسَبِّحۡ بِحَمۡدِ رَبِّكَ وَ

اسۡتَغۡفِرۡہُ ؕ دے رہا ہے جس میں فرمایا گیا ہے کہ اپنے رب کی حمد بھری حاکمیت کو قائم کرنے کیلئے فسبح یعنی لگاتار مسلسل جدوجہد کر۔ اس جدوجہد میں تیرا ہدف یہ ہونا چاہیئے کہ وَ اسۡتَغۡفِرۡہُ عربی دان لوگ جانتے ہیں کہ لفظ غفر کو لڑائیوں میں دشمن کے حملہ تیر سے تلوار سے بچانے والی ڈھال کہا جاتا ہے تو اب لفظ وَ اسۡتَغۡفِرۡہُ کی معنی ہو گی کہ اے میرے نبی میرے نظام ربوبیت والی ریاست کے قیام میں اسے ایسا تو مضبوط بنانا ہے جو دشمن کے حملوں سے حفاظت کی خاطر ڈھال کی طرح ہو۔

اس مقام پر میں قارئین کی توجہ اللہ عزوجل کے ان احکامات کی طرف بھی مبذول کراؤں گا کہ اگر رب تعالیٰ انسانوں کو اپنے نبی کی معرفت کتاب قرآن کے قوانین کو نافذ کر کے ممکن العمل بنا کر نہ دکھاتا تو اس کے فلسفہ انقلاب کی کتاب قرآن پر دنیا والوں کو اعتماد نہ ہوتا کہ اس کتاب کی تعلیمات انسانی فلاح اور آزادی کی خاطر ہیں جو سب آسان العمل اور ممکن العمل بھی ہیں۔

قرآن حکیم نے جو اپنے مخالفین اور جناب رسول کے انقلابی ساتھیوں اصحاب رسول کے خلاف نفرت رکھنے والوں کا بھانڈا پھوڑا ہے کہ ان حدیث سازوں نے جنگ بدر میں شریک سپاہ رسول کی تعداد تین سو تیرہ بتائی پھر خود ہی انہوں نے اپنے ہی مخصوص فن رمل، جفر، علم الاعداد میں لکھا ہے کہ تین سو تیرہ سے لیکر تین سو سترہ تک کا عدد کمینے لوگوں کیلئے استعمال ہوتا ہے یہ گالی اور تبرا ان حدیث سازوں نے اس خاطر دی ہے کہ انہوں نے پھر جنگ بدر میں شریک اصحاب رسول کی تعداد اپنی حدیثوں میں جو تین سو تیرہ لکھی ہے تاکہ انکے والے ہمنوا سمجھ جائیں کہ انکا جناب رسول کے اصحاب کے بارے میں کیا نظریہ اور خیال ہے؟ لیکن قرآن نے بھی سورۃ انفال کی آیت کریمہ نمبر نو میں بتادیا کہ میرے محمد کے سپاہی میدان جنگ میں تین سَو تیرہ نہیں تھے وہ تو پورا ایک ہزار تھے۔ سو قارئین لوگ سوچیں کہ ان حدیث ساز امامی گینگ والوں نے جب بدری لشکر کی تعداد تین سو تیرہ کردی پھر بھی ایسی حدیثیں بنا کر تبرائیں کرتے ہوئے اپنی دلوں کو ٹھنڈا کر رہے ہیں پھر جو جناب رسول کی عمر 63 سال اپنی حدیثوں میں لکھنا اور نزول قرآن کا کل عرصہ 23 سال حدیثوں میں بتانا یہ سب کچھ دنیا والوں کو گمراہ اور پریشان کرنا ہے کہ قرآن کی ایسی ساری باتیں 23 سالوں میں ناممکن العمل ہیں کراماتی اور چھو منتر والی ہیں سو یہ کتاب قابل اعتماد نہیں ہو سکتی۔

محترم قارئین! اس مضمون میں قرآن حکیم کی رہنمائی میں جناب رسول کی عمر مبارک ایک سو تیئس سال چار ماہ بنی ہے تو اس سے صاف ثابت ہوا کہ فتح فارس فتح روم فتح افریقہ یہ تینوں بڑی طاقتیں جناب رسول اللہ کی حیات طیبہ میں آپ کی قیادت میں ہی بغیر ہتھیار بند لشکر اور لڑائی کے مشرف بہ اسلام ہوئی ہیں۔ پھر سوال ہوتا ہے کہ آخر کیوں علم حدیث والوں نے فارس روم افریقہ کا فاتح اصحاب رسول کو قرار دیا اور جناب رسول کا یہ کریڈٹ اس سے چھین لیا؟ اس بات کا جواب یہ ہے کہ آپ میرے مضامین میں پڑھ چکے ہوں گے کہ اتحاد ثلاثہ یہود مجوس ونصاریٰ کی امامی تھنک ٹینک نے یہ پالیسی پاس کی تھی کہ اسلام کی سیاسی اقتصادی، سماجی بھلائی کے روح کو ختم کر کے اسے ایسا ویسا کر کے پیش کیا جائے جناب رسول کو انقلابی اور فاتح عالم شہسوار اور نشانہ باز تیر انداز جیسے قرآنی تعارف کے بجاء خانقاہی سجادہ نشین تعویذی ورد وظائف والا صوفی اور پیر قرار دیکر متعارف کرایا جائے۔ سو ایسی صورتحال سے بچنے کیلئے مسلم امت کے نبی کے اکائونٹ سے اسکا ساری دنیا والوں کو دین سے آشنا کرنے کا کریڈیٹ کاٹ دیں ساتھ میں نبی کی عمر بھی

گھٹا کر تقریباً اصل عمر سے آدھی بنادیں اس سے یہ بھی سہولت ہو گی کہ شکستوں کی آتش انتقام میں نبی کے اوپر تبرا کرنے میں قدرے دشواری ہو گی اس لئے نبی کی عمر کے پچھلے آدھے حصہ کے کارنامے اسکے اصحاب کے اکاؤنٹ میں مشہور کریں پھر شکست کے صدمہ کی تبرائیں اور ان سے نفرت دلانے کی باتیں اصحاب رسول کے اوپر بمقابلہ رسول کے آسان بھی رہیں گی جو آج تک ایسی تاریخ لکھنے والے روایت ساز علماء حدیث اپنی حدیثوں میں تبرائیں کر بھی رہے ہیں۔ بلکہ حدیث ساز اماموں نے تو اصحاب رسول پر تبرائوں کے ساتھ خود جناب رسول کو بھی معاف نہیں کیا میں نے وہ تبرا والی احادیث فریاد نامی تحریر میں حوالہ جات سمیت لکھ کر حکومت وقت اور عمائدین امت کو ارسال بھی کی ہیں اگر کوئی طلب فرمائے تو وہ میرے نام کے فیس بک پر پڑھ بھی سکتا ہے۔

سو اب کوئی بتائے کہ مسلم ہسٹری یا اسلامک ہسٹری کے اندر جب بانی اسلام جناب نبی علیہ السلام کی ذاتی تاریخ اور ہسٹری کے ساتھ جو خلاف قرآن آپریشن کا تفصیل ابھی آپ نے پڑھا جو نہ شروعاتی زندگی وہ بھی قرآن کی بتائی ہوئی کو تسلیم کیا گیا ہے اور نہ ہی اختتامی قرب وفات کی وہ تابناک زندگی جس کو اللہ رب العزت نے محمد کے لقب سے نوازا اور وَ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِیْمٍ ۝ کا تمغہ عطا کیا (4-68) اس کے شان کے خلاف حدیث سازوں نے کیا کیا تو بہتان بھی لکھے ہیں جو نعوذ باللہ۔

جناب رسول کی عمر مبارک قرآن حکیم نے کنفرم بتائی ہے کہ نبوت کا عرصہ ایک ہزار ماہ یعنی تریاسی سال چار ماہ نبی بننے کے بعد وفات تک کا عرصہ ہے اور چالیس سال نبوت ملنے سے پہلے کے جو کل عمر ہوئی ایک سو تیئس سال چار ماہ۔

محترم قارئین! میں کچھ دن پہلے ایک سرسری اندازہ سے جناب خاتم الانبیاء علیہ السلام کی حیات طیبہ کے بارے میں آپکی عمر ایک سو سال یا کم و بیش لکھ بیٹھا تھا جسکو احباب نے اپنے فیس بک پر بطور پوسٹ کے شائع کر دیا پھر کئی دوستوں نے کہا کہ یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے اس سے تاریخ کے ساتھ اکھاڑ پچھاڑ ہو گی جس سے کئی پہاڑوں مثل واقعات اور نظریات ریزہ ریزہ ہو کر ہوا میں اڑ جائیں گے سو اس موضوع کو سنجیدگی سے قرآن حکیم کی رہنمائی میں انمٹ دلائل کے ساتھ منصہ شہود پر لانا چاہیئے تو انکے ساتھ خود میں بھی نے اتفاق کرتے ہوئے استفسار کیا کہ مجھے بتایا جائے وہ کون سے ابہام ہیں جو عمر مبارک کے قرآنی تعین کردہ فگر میں رکاوٹ ہو رہے ہیں جو اگرچہ ان ابہامات کو میں نے جواب میں زبانی حساب سے کھل کر کے پیش کیا تو انہوں نے حکم دیا کہ یہ وضاحتیں اور دلائل بھی موضوع کی وضاحت میں تحریراً شامل کی جائیں۔ وہ ابہام دو عدد تھے ایک یہ کہ آپ کے پاس کونسی دلیل ہے کہ نبوت چالیس سالوں کے بعد ملتی ہے؟ دوسرا سوال تھا کہ آپ کے پاس کونسا دلیل ہے کہ سورہ القدر میں رب تعالیٰ اپنے رسول کو جملہ لیلۃ القدر خیر من الف شھر سے اسے اسکی رسالت کا عرصہ اور پیرڈ بتا رہا ہے؟ سو مجھ پر واجب ہوا کہ ان سوالوں کے جواب بھی میں قرآن سے ہی پیش کروں۔ سو جناب یوسف علیہ السلام کے لئے رب تعالیٰ نے فرمایا کہ وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗۤ اٰتَیْنٰهُ حُكْمًا وَّ عِلْمًا ؕ (22-12) یعنی جب یوسف پکی جوانی کو پہنچا تو ہم نے اسے اقتدار اور نبوت عطا کی۔ مزید جناب موسیٰ علیہ السلام کے شان میں بھی رب تعالیٰ نے بتایا کہ وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَ اسْتَوٰۤى اٰتَیْنٰهُ حُكْمًا وَّ عِلْمًا ؕ (14-28) یعنی جب پہنچا موسیٰ اپنی پکی جوانی کو کٹھالیوں سے سیدھا سیدھا پاس ہوا تو ہم نے اسے حاکمیت اور نبوت عطا کی۔ اب ان دونوں مقام پر قرآن حکیم نے پکی جوانی کی خاطر "اشد" کا لفظ استعمال

فرمایا پھر سوال اٹھایا گیا کہ پکی جوانی اور اشد کی وضاحت بھی سالوں کے تعین کی خاطر ناتمام ہے ہمیں چالیس سالوں کی فگر اور عدد بتایا جائے جواب کیلیئے ہم گئے قرآن حکیم کے بتائے ہوئے نسخہ تصریف اٰیات کے اندر تو الفاظ قرآن کے کیٹلاگ نے ہمیں بتایا کہ سورت الاحقاف کی آیت نمبر پندرہ پڑھیں وہاں لفظ "اشد" یعنی پکی جوانی کی عمر کے لئے چالیس سالوں کا عدد قرآن نے بتا کر سوال کرنے والوں کا قرض اتار دیا ہے۔ حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَبَلَغَ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً ۙ (46-15) پکی جوانی معنی چالیس سال۔ اسکے بعد سوال تھا کہ سورۃ القدر میں الف سنہ ایک ہزار ماہ کے ذکر کرنے سے کیسے سمجھا جائے کہ رب تعالیٰ اپنے رسول کو اسکی عمر کا مقرر کردہ وقت بتا رہا ہے تو قرآن حکیم نے اس سوال کا بھی جواب دیا کہ وَاِذَا الرُّسُلُ اُقِّتَتْ ﴿١١﴾ (77-11) یعنی جب رسولوں کو وقت مقرر کرکے دیا جائے گا لِاَيِّ يَوْمٍ اُجِّلَتْ ﴿١٢﴾ کہ کس پیریڈ تک ہے وہ وقت لِيَوْمِ الْفَصْلِ ﴿١٣﴾ فیصلہ کے وقت تک وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الْفَصْلِ ﴿١٤﴾ کیا جانے تو کہ کون سا ہے پیریڈ فیصلے کا وَيْلٌ يَّوْمَىِٕذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿١٥﴾ خرابی ہو گی اس دن جھٹلانے والوں کے لئے اَلَمْ نُهْلِكِ الْاَوَّلِيْنَ ﴿١٦﴾ کیا نہیں ہلاک کیا ہم نے پہلوں کو ثُمَّ نُتْبِعُهُمُ الْاٰخِرِيْنَ ﴿١٧﴾ پھر پیچھے بھیجیں گے انکے پچھلوں کو كَذٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِيْنَ ﴿١٨﴾ اسی طرح کرتے رہتے ہیں ہم سلوک مجرموں کے ساتھ۔

محترم قارئین! عباسی دور کے سامراجی مترجمین ان اٰیات کا مصداق صرف قیامت کے بعد کے ساتھ جوڑتے ہیں جبکہ اصل بات یہ ہے کہ ہم قیامت کا انکار تو نہیں کرتے بھلی انکے لئے بھی یہ اٰیات ہوں لیکن لازمی طور پر یہ اٰیات دنیا کے انقلابات کے لئے بھی ضرور ہیں ویسے امام عبید اللہ سندھی نے بھی لکھا ہے کہ قرآن حکیم کے اندر جتنا بھی قیامت کا ذکر ہے ان میں سے اسی فیصد کا تعلق دنیا کے انقلابات کے ساتھ ہے۔

میں اس جگہ ایک اور ثبوت بھی پیش کرتا ہوں کہ جب یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے اسکو جھنگل میں ایک کنویں کے اندر پھینک کر شام کو گھر واپسی پر اپنے ابا یعقوب علیہ السلام کو روتے ہوئے بتایا کہ ہم کھیلنے میں مصروف تھے پیچھے بھیڑیے نے آکر یوسف کو کھالیا اور یوسف کے جڑ تو خون آلود کپڑے بھی دکھائے تو۔ یعقوب علیہ السلام یوسف کے خواب کی بات سے سمجھا ہوا تھا کہ میرا یہ بیٹا نبی بنے گا اس لئے اپنے بیٹوں کو کہا کہ تم جھوٹی بات کو سچ کرکے دکھانے کی فنکاری کر رہے ہو مجھے میرا خدا یوسف کو ملانے میں مدد کرے گا۔ قرآن بتاتا ہے کہ بھائیوں نے جب یوسف کو کنویں میں پھینکا تھا تو یوسف نے گرتے وقت بھی بذریعہ وحی یہ سمجھا تھا کہ میں نے تو رسول بننا ہے میں نہیں مروں گا وہ وحی یہ تھی وَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِ لَتُنَبِّئَنَّهُمْ بِاَمْرِهِمْ هٰذَا وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿١٥﴾ (12-15) یعنی کنویں کے اندر ہم نے یوسف کو وحی کی کہ اے یوسف تو سلامت رہے گا ایک وقت وہ بھی آئے گا جو تو خود ان کو اس جرم کی بھی خبر بتائے گا۔ مطلب کہ اللہ اپنے رسولوں کو انکے اوقات رسالت کا شیڈول بھی بتا دیتا ہے یہ ہے معنی وَاِذَا الرُّسُلُ اُقِّتَتْ ﴿١١﴾ لِاَيِّ يَوْمٍ اُجِّلَتْ ﴿١٢﴾ کی (77-11) رسالت کا شیڈول رسول کی عمر سے جڑا ہوا ہوتا ہے سو یعقوب علیہ السلام بھی بحیثیت رسول نہ صرف اپنی عمر کا پتہ رکھتا تھا بلکہ یوسف کی میعاد رسالت کو بھی نبوت کی بصیرت سے سمجھتا تھا کہ ابراہیمی مشن کا یہ پرزہ اللہ نے کہاں فٹ

کرنا ہے اور آگے کہاں تک لے جانا ہے (16-36) اسی وجہ سے جب یوسف کے بھائی غلہ لینے کیلئے آخری بار مصر گئے تھے تو اس وقت جو انکی گفتگو عزیز مصر سے ہوئی اور ابا یعقوب علیہ السلام نے بیٹوں کو یہ بھی کہاہوا تھا کہ غلہ تو لینے جارہے ہو لیکن ساتھ میں میرے بیٹوں یوسف اور اسکے بھائی کی بھی کھوج کرتے رہنا سو جب یہ بھائی غلہ لینے کیلئے عزیز مصر کے پاس پہنچے اور اسے کہا کہ اے عزیز مصر! ہمیں اور ہمارے اہل کو بڑے دکھ پہنچے ہیں ہم غلہ کیلئے پیسے بھی کم لے آئے ہیں جو افراد خانہ کی کوٹا کے برابر بھی نہیں ہیں اس لئے کوٹا تو پوری دے پھر جو پیسے کم ہوتے ہیں وہ ہمیں صدقہ کے طور پر معاف کریں اللہ تمہاری بھلی کرے گا۔ جواب میں انھیں یوسف نے کہا کہ تمھیں پتہ ہے کہ تم نے اپنے بھائی یوسف کے ساتھ کیا سلوک کیا تھا؟ اس سوال پر وہ بدک پڑے اور کہا کہ اچھا وہ ہمارا بھائی یوسف تو ہے!!! یوسف نے کہا کہ ہاں میں وہی یوسف ہوں اور یہ میرا چھوٹا بھائی ہے جو رہ گیا تھا اگلی بار پھر وہ شر مساری سے لجاجت میں معافی مانگنے لگے یوسف نے کہا کہ میں معاف کرتا ہوں اور یہ میرے شاہی لباس کا جبہ لے جاؤ ابا حضور کے پاس اس نشانی سے وہ پہچان جائے گا پھر سارا خاندان وہاں سے میرے پاس آجاؤ جب انھوں نے جاکر یعقوب علیہ السلام کے پاس روئداد بیان کی تو جواب میں ابا نے فرمایا قَالَ اَلَمۡ اَقُلۡ لَّكُمۡ ۚۙ اِنِّیۡۤ اَعۡلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۹۶﴾ (12-96) کیا میں نے تمہیں نہیں کہا تھا کہ یوسف کو بھیڑے کے کھاجانے کی تمہاری بات جھوٹی ہے میں بحیثیت رسول کے اللہ کی جانب سے جانتاہوں کہ وہ رسالت کا شیڈیول رسولوں کو انکی عمروں سمیت بتادیتا ہے اس لئے کہ وہ دشمنوں کے ساتھ حوصلہ سے مقابلہ کریں اللہ نے رسالت کی تحریک انسانوں کو غلامی سے آزاد کرانے کے لئے بھی چلائی ہوئی ہے انقلابی دکان نہیں کھولے ہیں سو لَیۡلَۃُ الۡقَدۡرِ ۬ۙ خَیۡرٌ مِّنۡ اَلۡفِ شَهۡرٍ ﴿۳﴾ سے رب تعالیٰ جناب رسول کو بتارہا ہے کہ میں نے جو تجھ کو نبی بنایا ہے سو ایک ہزار ماہ تیری آئندہ حیاتی ہے لفظ ادراک میں حرف کاف خطاب کا ہے مخاطب محمد علیہ السلام ہے یعنی اے محمد! تیری حیاتی میں میرے قانون ربوبیت کی تقاضا سے ملائکوں کے جلووں میں قرآن بھی نازل ہوتا رہے گا سلامتی کے مطلوبہ قوانین کے ساتھ جو تو دنیا بھر کو (مطلع الفجر) مطلب کہ اس سورت میں نہ صرف نبوت کی حیاتی والی عمر بتائی جارہی ہے بلکہ ساتھ میں حجاز سے بڑھکر سارے ملکوں کو دین پہنچانے کی بھی خوشخبری بتائی جارہی ہے مطلع الفجر کی ایک معنی یہ بھی ہے کہ ان ملکوں تک قرآن کی روشنی بھی پہنچے گی نظریہ بھی پہنچے گا میں یہاں دشمنوں کے پھیلائے ہوئے مغالطہ کا بھی رد کرتا چلوں جو انھوں نے پراپگنڈا کی ہے کہ جناب رسول اور اسکے ساتھیوں کے پیش نظر کوئی ملک گیری کا مقصد ہوتا تھا سو قرآن حکیم نے اس افواہ بازی کا بھی رد کیا ہے کہ سورت توبہ کی آیت نمبر پانچ اور چھ میں بتایا ہے شکست خوردہ کفار اور مشرکوں کو جب پکڑ کر قید میں لے آؤ تو انکو انکی حکمرانی کا صلوٰۃ اور زکوٰۃ کا اصول سمجھاؤ جسکی معنی ہے کہ اپنی ریاست میں گڈ گورننس قائم کرو جو رعیت کے ایک ایک فرد کو سامان پرورش ملے پھر جب وہ اسپرا یگری ہو جائیں تو انکی بند شیں ختم کردیں اگر کوئی تم سے پناہ مانگے تو اسے پناہ دیں اور اسے اپنا نظریہ صلوۃ سمجھائیں اسکے بعد اسے اسکے امن والے علائقے میں پہنچا کر آئیں۔
جناب قارئین! آپ نے غور کیا کہ قرآن کیا بات کر گیا!!! فرمایا کہ شکست خوردہ قید کردہ دشمن سے مذاکرات کرو کہ اگر وہ لوگ اپنے ملک میں اپنی رعیت کی خوشحالی اور پرورش کرنے کا وعدہ نہ دیں تو بھی انکو قید سے نکالو سو جناب رسول اللہ کو سورت القدر میں

رب تعالیٰ نے سمجھایا ہے کہ میں تجھے نبی بنانے کے بعد ایک ہزار مہینے کی عمر یعنی تریاسی سال چار ماہ کا عرصہ دے رہا ہوں میرے ملائک اپنے جلووں میں آپکو قرأن ملتے وقت تک تمھاری حوصلہ افزائی کرتے رہیں گے جتنے تک قرأن کی روشنی چار سو پھیل جائے امن اور سلامتی کے ساتھ یعنی بغیر لشکر کشی اور جنگ کے۔

جناب قارئین! نبوت ملنے سے پہلے والے چالیس سالوں کی عمر پر کوئی بات نہیں کی جاتی جو کہ میں کچھ کر بھی آیا ہوں اب نبوت مل جانے کے بعد کی عمر تریاسی سال چار ماہ کی جو قرأن کے بتائے ہوئے اس عرصہ کے مطابق جناب رسول کی وفات بجائے 12 ربیع الاول سن گیارہ ہجری کے وہ 71 ہجری اور مزید کوئی چار ماہ بنتی ہے سو اس 71 سال ہجری کے عرصہ میں امامی علوم کے تاریخ نویسوں کے مطابق گویا کہ ابو بکر عمر عثمان علی معاویہ حسن حسین اور یزید سب کی وفات جناب رسول کی حیات مبارکہ میں ہی ہو جاتی ہے پھر کوئی بتائے کہ ان لوگوں کی خلافتوں اور جاء نشین رسول بننے اور استحقاق خلافت کے نام سے آل محمد کے نام سے معرکہ آرائیوں کی داستانیں لڑائیوں کے قصے کم سے کم کربلا تک یہ جناب محمد علیہ السلام کی حیات اقدس میں کسطرح اور کیونکر ہو سکتے ہیں جبکہ جاء نشینی کا مسئلہ تو کسی کی وفات کے بعد ہوتا ہے نا کہ اسکی حیاتی میں۔

امامی علوم کے ماہرین نے امام حسین کا سال شہادت 61 ہجری لکھا ہے یزید کی وفات کا سال 64 ہجری لکھا ہے اور قرأن حکیم نے جناب رسول کی وفات کا سال 71 ہجری بتائی ہے (3-97) اب کوئی بتائے کہ امامی علوم کے ماہرین کی افسانہ نویسی پر ایمان لے آئیں یا اللہ کی کتاب قرأن کے اوپر جسکے بارے میں رب تعالیٰ نے پہلے ہی بتادیا ہے کہ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ تَعْرِفُ فِيْ وُجُوْهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الْمُنْكَرَ ۭ يَكَادُوْنَ يَسْطُوْنَ بِالَّذِيْنَ يَتْلُوْنَ عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ۭ-(72-22) یعنی جب پڑھی جاتی ہیں انکے سامنے ہماری کھلی آیات جان لیگا تو ان منکرین کافروں کے چہروں میں سے جو قریب ہے کہ حملہ کر بیٹھیں ان لوگوں کے اوپر جو انکے سامنے ہماری آیات پڑھتے ہیں سو جناب خاتم الانبیاء علیہ السلام کی عمر مبارک کے بارے میں کتنی تو کھلی آیات (4-105) (3-110) (8-7-94) (5-تا3-97) موجود ہیں لیکن افسوس کہ امت مسلمہ کے پڑھے لکھے لوگوں نے مجھ سمیت اسکی طرف کوئی توجہ نہیں دی یعنی ساری امت کے لوگ بجاء قرأن کے دشمنان اسلام کی بتائی ہوئی حدیثوں کو اسلام سمجھ رہے ہیں میں حدیث پرست لوگوں کو مخالف اسلام اسوجہ سے کہہ رہا ہوں جو انھوں نے اپنی حدیثوں میں یہ بھی مشہور کیا ہوا ہے کہ انکی حدیثیں قرأن کا تفسیر کرتی ہیں اور انکی حدیثوں کے بغیر قرأن سمجھ میں نہیں آئے گا انکی حدیثوں کے اسلام اور تفسیر قرأن کے میں کون کون سے مثال پیش کروں؟

قرأن حکیم نے یتیم کو اسکا مال حوالے کرنے کے لئے دو عدد شرط لگائے ہیں ایک شرط کہ نکاح کی عمر والی بلوغت جسمانی کو پہنچنا دوسرا یہ کہ وہ پاگل بھی نہ ہو یعنی ذہنی رشد اور سوجھ بھوج بھی رکھتا ہو یہ دونوں باتیں آیت کریمہ وَابْتَلُوا الْيَتٰمٰى حَتّٰٓى اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ ۚ فَاِنْ اٰنَسْتُمْ مِّنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوْٓا اِلَيْهِمْ اَمْوَالَھُمْ ۚ (4-6) یعنی نابالغ یتیم کا امتحان لو وہ اسطرح کہ جسمانی بلوغت کی معنی ہے کہ نکاح کی عمر کو پہنچنا اور ذہنی بلوغت کی معنی ہے رشد والے معاملات میں صحیح اور غلط میں تمیز کر سکے۔ اور آیت کریمہ وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ

الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ۚ (6-152) یعنی یتیم کے مال میں دخل نہ دو اتنے تک جو وہ پکی جوانی کو پہنچ جائے جناب قارئین یہ دو باتیں قرآن نے کسی کو مال حوالے کرنے کیلئے بتا کر سمجھایا کہ مال کے مقابلہ میں اہمیت اور عظمت تو انسان کی زیادہ ہے اسلئے انسان کو انسان کے حوالے کرنے کیلئے ذہنی رشد اور پکی جوانی کا شرط تو اتم درجہ پر ہو گا۔ سو جھوٹی حدیثیں گھڑنے والوں نے ایک فرضی نام کی عائشہ نامی لڑکی کی چھ سال کی عمر میں اسکی نبی کے ساتھ منگنی کرادی۔ جبکہ منگنی بھی ایک قسم کا معاہدہ ہے جو چھ سال کی کم عمر میں نہیں کیا جاسکتا قرآن حکیم میں جناب رسول کے لئے یتامیٰ والی ایمر جنسی کی وجہ سے کل پانچ شادیوں کا ذکر ہے (4-3) (50-33) جبکہ علم حدیث گھڑنے والوں نے جناب رسول کو نو۔ دس۔ گیارہ تک بیویاں بیاہ ڈالیں۔ جناب قارئین! کس سے انصاف مانگیں قرآن حکیم نے تو فرمایا ہے کہ تمنے جنگ خیبر کیلئے اہل کتاب پر جفا کرنے کیلئے کسی اونٹ یا گھوڑے کے رکاب میں پاؤں ہی نہیں ڈالا (6-59) اسکے باوجود حدیثیں گھڑنے والوں نے خیبر میں جا کر جنگ بھی کرائی اور یہودیوں کے سردار کو جنگ میں قتل بھی کرایا اور اسکی نئی بیاہی ہوئی دلہن کو بیوہ بنا کر اسکا حدیثوں میں فرضی نام صفیہ رکھ کر اسے واپس مدینہ جانے سے پہلے راستہ میں ہی نبی کے ساتھ بغیر نکاح کے شادی بھی کرائی۔ جناب قارئین! کوئی بتائے کہ جن حدیث سازوں نے جناب رسول کی قرآن کی بتائی ہوئی عمر 123 سال چار ماہ (3-97) (4-105) سے ساٹھ سال ڈھائی ماہ کاٹ کر اسے پہلے ہی زندگی میں وفات دے دی تو انکو کہاں شرم آسکتی ہے جو وہ جھوٹی حدیثیں نہیں بنائیں گے انکی بنائی ہوئی حدیثوں کے فرضی اور جھوٹی ہونے کا ایک ثبوت یہ بھی ہے کہ انھوں نے اصحاب رسول کے جو بھی نام تجویز کئے ہیں وہ حکم قرآن آیت (11-49) کے خلاف معنی کے لحاظ سے ذو معنیں تبرا کے اشتباہ والے ہیں مثال کئی اصحاب رسول کا قبیلہ بنو امیہ لکھا یعنی جیسے کہ ان سب کا باپ نہیں اور جسکو انکی احادیث نے جناب رسول کا اپوزیشن لیڈر اور رئیس المنافقین قرار دیا ہے اسکا نام اپنی حدیثوں میں عبد اللہ بن ابی رکھا ہے یعنی اپنے باپ کا بیٹا۔ اسکے بعد جناب رسول کا اسکی زندگی میں جو خلیفۃ بلافصل بتایا ہے اسکا نام ابو بکر رکھا جسکی معنی میں اشتباہ ہے کنواری کا ابا، دوسرے خلیفہ عمر کا لقب بجاء فارق کے فاروق رکھا ہے جسکی معنی ہے بزدل بحوالہ آیت (56-9) تیسرے خلیفہ کا نام رکھا ہے عثمان جسکی معنی ہے سانپ کا بچہ چوتھے خلیفہ کا نام اللہ کے ناموں میں سے ایک نام علی یعنی اللہ کا ہم نام پانچویں خلیفہ کا نام معاویہ جسکی معنی ہے بھونکنے والا جناب رسول کی بیوی جو اسکی اولاد کی بھی ماں ہے اسکا نام رکھا ہے خدیجہ جسکی معنی ہے اونٹنی کا کچی حالت میں پیٹ سے گرا ہوا بچہ پھر اسکے پیٹ سے جو ایک بیٹی جناب رسول کو پیدا ہوئی جسکا نام اللہ نے وحی کے ذریعے بتایا فاطمہ جسکی معنی جدا کرنے والی (علم کو) امام رضا کی حدیث اصول کافی نے بی بی صاحبہ کے شان میں لائی ہے کہ نبی کی بیٹیوں کو ماہواری نہیں آتی بی بی فاطمہ کی اولاد دو بیٹے اور دو بیٹیاں تھی بی بی صاحبہ اٹھارہ سال ڈھائی ماہ کی عمر میں فوت ہوئی علم حدیث میں ایک صحابی کا ذکر ہے دحیہ کلبی کے نام سے روایات میں اسکی ڈیوٹی بتائی گئی ہے جناب رسول کے قاصد کی مثل وزیر خارجہ امور کے جب کہ اسکے نام دحیہ کلبی کی معنی بنتی ہے سویا ہوا کتا۔ علم حدیث میں اس دور میں اہل عرب کا ایک قبیلہ بتایا گیا ہے بنو کلاب جسکی معنی ہے کتوں کی اولاد میرا اس جگہ یہ باتیں لانے کا مقصد یہ ہے کہ قارئین علم حدیث کی ان روایات کی کوالٹی اور فلاسفی کو سمجھیں۔ جنرل پرویز مشرف کے دور

حکومت میں آئی ایم ایف کے نمائندہ پاکستان میں رپورٹ لینے آئے کہ انکے قرضوں کو کن مصارف پر خرچ کیا جارہا ہے؟ سو ہمارے ملک کے نمائندوں نے انھیں بتایا کہ ہم ملکی مذہبی تعلیمی اداروں میں تعلیم کے جدید مضامین سائنس کمپیوٹر تاریخ جغرافیہ شامل کررہے ہیں کہ ہم ان کو جدید دھارے میں لے آئیں اسپر ان نمائندوں نے کہا کہ یہ کام نہ کریں آپ اپنے مذہبی لوگوں کو پرانے نصابی تعلیم پر چلنے دیں اگر آپ ایسا نہیں کرتے تو ہم تمھاری امدادیں بند کردیں گے۔

محترم قارئین! اس بات کے بعد سوچیں کہ قوموں کو تیر و تلوار سے اتنا فتح نہیں کیا جاتا جتنا کہ انکو گمراہ کن تعلیم سے فتح کیا جاسکتا ہے اس لئے ازل سے سامراج اپنی نو آبادیوں میں جو کالونیل انداز حکومت قائم کرتا ہے اس میں ایسی قوموں کے اندر بھی جو نظام تعلیم رائج کرے گا وہ ایسا ہوگا جو۔

تو کہ ناواقف آداب غلامی ہے عزیز۔ رقص زنجیر پہن کر بھی کیا جاتا ہے۔

جناب موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کو کہا کہ تو مجھے کہتا ہے کہ تمنے مجھے بچپن میں اپنی محلات میں پالا پوسا۔ سو اب تو ان نعمتوں کے عوض مجھے اپنے پاس روٹی ٹکڑے کھلانے کے عوض میری قوم تیرے پاس غلام رہے؟۔ ادوا الی عباد اللہ میری قوم والے اللہ کے بندے ہیں تیرے بندے نہیں ہیں میں اللہ کا سچا پیغام لے کر آیا ہوں حوالے کر میری طرف میرے اللہ کے بندوں کو اور جب اللہ بھی اپنے رسول کو فرمائے کہ اے رسول مکہ اور مدینہ کے دکھوں کے بعد جب سکھوں کو پہنچ گیا ہے اب فَاِذَا فَرَغۡتَ فَانۡصَبۡ ﴿۷﴾ وَ اِلٰی رَبِّکَ فَارۡغَبۡ ﴿۸﴾ (8-7-94) یعنی اب جو تو فارغ ہوا چاہتا ہے تیرے ذمے تو اور بھی کام ہے وہ یہ کہ نظام ربوبیت کو قائم کرنے کیلئے کھڑا ہو جاجسکے قیام میں تجھے اتنی اتنی رغبت رکھنی ہے جو حتیٰ مطلع الفجر جو سارے افق کے اوپر انقلاب کے صبح کا طلوع ہو جائے اور یہ بھی فرمایا کہ اذا جاء نصر اللہ والفتح یعنی اب اللہ کی مدد سے تو فاتح مکہ ہو کر پورے خطہ حجاز کا والی بھی بن جائے گا لیکن تیری جدوجہد کا سفر ابھی ختم نہیں ہوا فَسَبِّحۡ بِحَمۡدِ رَبِّکَ وَ اسۡتَغۡفِرۡہُ ؕ اِنَّہٗ کَانَ تَوَّابًا ﴿۳﴾ (3-110) یعنی میری حمد بھری حاکمیت کی خاطر جو تجھے جدوجہد کرنی ہے اس میں قرآنی تعلیم اور اسکے فکری نظریات اور ایسی نظریاتی ریاستوں اور مملکتوں کا بچاء بھی کرنا ہے جو کہیں انکے اوپر پھر سے استحصالی مترفین حملہ کرکے انھیں پھر سے معاشی غلام نہ بنالیں یاد رکھنا میری مدد تیرے ساتھ پہلے کی طرح دوبارہ بلکہ بار بار رہے گی۔

محترم قارئین! امید ہے کہ آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ رب تعالیٰ اپنے رسول کو اہتمام قرآن اور اسکے خطہ حجاز میں نفوذ کے بعد قرآن کے بتائے ہوئے نظریہ ربوبیت عالمین کو کائنات میں ایکسپورٹ کرنے کیلئے ہدایات دے رہا ہے۔

سو اب جو فتح مکہ کے بعد کا دور ہے وہ ایشیا یورپ اور افریقہ میں نظریہ ربوبیت کو منوانے کا دور شروع ہوتا ہے پھر قرآن فارس روم اسپین مصر افریقہ کا بھی ذکر کرتا ہے کہ وَالَّذِیۡنَ جَآءُوۡ مِنۡۢ بَعۡدِهِمۡ یَقُوۡلُوۡنَ رَبَّنَا اغۡفِرۡ لَنَا وَ لِاِخۡوَانِنَا الَّذِیۡنَ سَبَقُوۡنَا بِالۡاِیۡمَانِ وَ لَا تَجۡعَلۡ فِیۡ قُلُوۡبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا رَبَّنَاۤ اِنَّکَ رَءُوۡفٌ رَّحِیۡمٌ ﴿۱۰﴾ (10-59) یعنی وہ لوگ جو فتح مکہ کے بعد نظریہ ربوبیت

عالمین کی طرف آئے انکا کہنا یہ ہے کہ اے ہمارے رب بچانا ہمیں اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی جو سبقت لے چکے ہم سے ایمان لے آنے میں اور نہ کرنا ہماری دلوں میں کوئی کھوٹ انکے لئے جو ایمان لا چکے تحقیق تو ہی بچانے والا اور مہربان ہے۔
امام انقلاب عبید اللہ سندھی نے اس آیت کریمہ کو صرف ایران والوں کے لئے مخصوص بتایا ہے لیکن یہ سارے ممالک بجاء ابو بکر عمر عثمان کے ہاتھوں فتح ہونے کے خود جناب محمد علیہ السلام کے ہاتھوں بغیر لشکر کشی اور ہتھیار بند جنگ کے اسلام میں آئے ہیں اسلئے اس آیت کریمہ کے جملہ والذین جاؤ من بعدھم میں سارے ممالک آجاتے ہیں۔ امام سندھی صاحب بھی جناب رسول کی عمر مبارک میری طرح حدیثوں کی بتائی ہوئی تریسٹھ سال سمجھتے تھے مطلب کہ علم حدیث نے عباسی خلافت کے قرآن دشمن کفریہ دور سے قرآنی اسلام کو تالے لگادئے جس میں انکی حدیثوں کے مطابق نارمل حالات میں بھی ایک ہی وقت میں ایک سے زیادہ شادیوں کی اجازت دی گئی ہے جبکہ قرآن میں نارمل حالات میں ایک سے زیادہ شادی کی اجازت نہیں ہے (4-20) اور علم حدیث میں غلامی کو جائز بنایا گیا ہے جبکہ قرآن حکیم میں غلام اور لونڈیاں رکھنے کے اوپر بندش ہے (8-67) (4-47) علم حدیث میں مردوں کو عورتوں کے اوپر حاکم بنایا گیا ہے جبکہ قرآن حکیم میں عورت کیلئے شوہر کے مرجانے یا طلاق کی صورت میں دوسری شادی کیلئے عدت مین بیٹھنے کے سواء سارے معاملات میں اسے مردوں کے برابر حقوق ہیں (2-228) قرآن حکیم میں طلاق دینے کا اختیار نہ مرد کو ہے اور نہ ہی عورت کو بلکہ یہ حکومت کا معاملہ ہے (4-35) جبکہ علم حدیث میں یہ اختیار صرف اکیلے مرد کو ہے۔ حکمرانی اور بادشاہی کا حق علم حدیث کے حوالوں سے صرف مردوں کو ہے عورت کو نہیں جبکہ قرآن حکیم عورتوں کی حکمرانی بھی تسلیم کرتا ہے (9-71) (27-42)۔

تاریخ کا پوسٹ مارٹم کرو

یہ صحیح اپریشن اس وقت ہو سکتا ہے جب جن واقعات کا تعلق علم حدیث کی علم روایات سے ہو ان سب کو جھوٹ تصور کرکے مٹایا جائے اور جو واقعات علم حدیث کی اسناد کی طرح عن فلان عن فلان بن فلان ابو فلان کی لفاظیوں سے لکھے گئے ہوں وہ بھی اسی زمرہ سے تصور کئے جائیں۔
محترم قارئین! جب قرآن حکیم آپکی مکمل رہنمائی کر رہا ہے کہ تمھارے پاس اسلام کے نام سے جو بھی قرآن مخالف امامی علوم کے انبار پڑے ہوئے ہیں جن کو تم نے آنکھوں پر رکھا ہوا ہے قرون اولیٰ کے وہ لوگ جن کو عباسی انقلاب کے اتحاد ثلاثہ والے یہود مجوس ونصاریٰ نے شکست دیتے ہی چن چن کر قتل کیا تھا نہ صرف خلفاء قریش اور انکی نسل کو جن کا بطور تبرا کے آئندہ کتابوں میں گالی والا نام بنو امیہ لکھوایا ہوا ہے ان سب کو قتل کیا بلکہ جو جو بھی علماء قرآن تھے اور قرآنی علوم کی لائبرریاں تھیں سب کو تہے تیغ کیا اور کتابوں کو یا تو جلایا گیا یا دریا برد کرادیا پھر اس آپریشن کا الزام ہلاکو کے نام لکھوادیا میری اس بات کی دلیل یہ ہے کہ موجودہ امامی علوم کے جو انبار ہیں یہ کتابیں ساری کی ساری عباسی دور کی ہیں انکو ہلاکو کی انتظامیہ نے کیوں نہیں جلایا یا ڈبویا؟ امامی علوم نے جناب

رسول کی وفات سن گیارہ ہجری لکھ کر اسکی نبوت کی زندگی کے ساٹھ سال کو گم کر کے ان ساٹھ سالوں میں زندہ محمد کو فوت شدہ لکھ کر مشاجرات صحابہ کے جھوٹے واقعات علم حدیث کے نام سے لکھ ڈالے۔
جناب نبی علیہ السلام کیلئے اللہ نے قرآن میں بھی بتایا کہ میں اسے آل یعنی نرینہ اولاد نہیں دے رہا (40-33) پھر بھی فرضی اور تصوراتی آل کے ساتھ زندہ نبی کی جاء نشینی اور خلافت کے نام سے فرضی جنگیں بھی کرائیں وہ بھی فرضی ناموں سے مذہب کے نام کی درسگاہوں میں دین سیکھنے کیلئے بجاء قرآن کے خرافاتی روایات کی تعلیم کو درس نظامی کے نصاب کا حصہ بنادیا۔
پھر ان جھوٹی روایات سے دنیاوالوں کو مسلم ہسٹری اور اسلامی تاریخ کے نام تضادات اور تبراؤں سے بھرے انبار حوالے کر دئے۔
پھر باطنی اور فاطمی سلطنت نے ان جھوٹی روایات والے اسلام کیلئے مصر میں جامعہ ازہر یونیورسٹی قائم کی اسکے تسلسل میں جو بھی مکہ مدینہ دارالعلوم دیوبند اور اسکی برانچوں مثل پھوٹ کر نکلی ہوئی دنیا بھر کی درسگاہیں ہیں انکے اندر قرآن کو قرآن سے سمجھنے کے بجاء قرآن کو روایاتی علوم کا تابع بنادیا ہے ایسے جو مسائل حیات کیلئے مسلم دارالافتائوں سے جوابات اور تحریریں بجاء قرآن کے امامی اقوال سے دی جاتی ہیں۔

اپیل

بہر حال یہ مضمون جو میں نے تاریخ اسلام قرآن کے آئینے میں لکھا ہے وہ ان قرآنی آیات (3-97) (4-105) (12-11-77) (8-7-94) (3-110) کو مد نظر رکھتے ہوئے لکھا ہے اب مشاہیر امت سے اپیل ہے کہ وہ اپنا علمی قبلہ درست کریں اور جناب خاتم الانبیاء علیہ السلام کی قرآن کی بتائی ہوئی عمر مبارک 123 سال اور چار مہینے کے حساب سے جو انکی وفات سن 71 ہجری میں ہوئی ہے اسکے پیش نظر جو حدیث ساز اتحاد ثلاثہ کی امامی تھنک ٹینک نے جناب رسول کی ساٹھ سال عمر نبوت کو کاٹ کر اور وفات رسول کی غلط تاریخ کے جو افسانوی اختلافات افسانوی جنگیں اور شخصیتیں جنم دی ہیں انکا آپریشن کر کے امت کو وحدت کے قرآنی ہدف کی طرف لے آنے میں کوئی کردار ادا کریں جو قرآن حمید کی روشنی میں پوری انسانی آبادی کو امت واحدہ کے پلیٹ فارم پر لے آنے میں کوئی کردار ادا کر سکیں۔

اپنی ایک غلطی پر معذرت اور اسکی اصلاح

میں اس مضمون میں فاذا فرغت فانصب والی ربک فارغب کی تعبیر میں جناب رسول پر نزول قرآن کے معاملہ سے فراغت سمجھ بیٹھا تھا جبکہ یہ عمل نزول نبی کا کام نہیں یہ اللہ کے حصہ کا کام ہے سو فاذا فرغت کے بعد بھی عمل نزول قرآن تو وفات رسول تک جاری رہا ہے لیکن فرغت کی معنی ہے مشاغل فتح مکہ کے جنگی امور سے فارغ ہونا ہے سو جناب رسول کی زندگی کے 23 سال بین القومی مہمات کو سر کرنے لئے خطہ حجاز کو فتح کرنے میں لگے ہیں اور 83 سال چار ماہ میں سے ساٹھ سال نبوت کے عمل رسالت کی خارج از حجاز بین الاقوامی امور ربوبیت عالمین کے ٹاسک کو عبور کرنے میں لگے ہیں سو قارئین میری اس غلطی کو اس درستی کے بعد معاف فرمائیں۔

آیت کریمہ لَیۡلَۃُ الۡقَدۡرِ ۬ۙ خَیۡرٌ مِّنۡ اَلۡفِ شَہۡرٍ کی معنی عمر رسول ہے

عام یا خاص مترجمین قرآن کی تقریباً اکثریت نے جملہ لَیۡلَۃُ الۡقَدۡرِ ۬ۙ خَیۡرٌ مِّنۡ اَلۡفِ شَہۡرٍ کی معنی یہ کوئی بارہ گھنٹے والی رات قرار دی ہے جو کہ سراسر غلط ہے۔ انکی ایسی معنی کا ذکر بھی کروں وہ یہ کہ آیت فِیۡہَا یُفۡرَقُ کُلُّ اَمۡرٍ حَکِیۡمٍ ۙ﴿۴﴾ (44-4) کے حوالہ سے علم حدیث میں کہا گیا ہے کہ اس ایک رات میں ایک سال کیلئے مخلوق میں سے کسی کے مرنے جینے اور انھیں روزی میں کمی اور بیشی کی بجٹ بنا کر دی جاتی ہے پھر اس معنی کیلئے ایسی حدیثیں بھی گھڑی گئی ہیں کہ اس رات میں جاگ کر نفل نمازیں پڑھ کر دعائیں مانگی جائیں کہ اس کے حصہ کی سالانہ بجٹ میں زیادہ سے زیادہ خیر وبرکت کے فیصلے کئے جائیں وغیرہ وغیرہ کوئی یہ نہ کہے کہ لَیۡلَۃُ الۡقَدۡرِ ۬ۙ خَیۡرٌ مِّنۡ اَلۡفِ شَہۡرٍ (1-97) کی معنی میں اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنٰہُ فِیۡ لَیۡلَۃٍ مُّبٰرَکَۃٍ (3-44) کی معنی داخل کی گئی ہے کیونکہ لیلۃ مبارکۃ بھی کتاب مبین کے نزول کو کہا گیا ہے بحوالہ (2-44) اور لیلۃ القدر کیلئے بھی فرمایا گیا ہے کہ تَنَزَّلُ الۡمَلٰٓئِکَۃُ وَ الرُّوۡحُ فِیۡہَا بِاِذۡنِ رَبِّہِمۡ ۚ مِنۡ کُلِّ اَمۡرٍ ۙ﴿۴﴾ (4-97) سو لیلۃ القدر، اور لیلۃ مبارکۃ دونوں نزول قرآن حکیم کے حوالہ سے ہیں۔

اس مقام پر یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ قرآن حکیم میں جس جگہ بھی صرف راتوں کا ذکر کیا گیا ہے اس جگہ دن ازخود بغیر ذکر کے بھی مراد لئے جائیں گے اسی طرح جس جگہ بھی صرف دنوں کا ذکر کیا گیا ہے تو وہاں راتیں بھی ازخود مراد لی جائیں گی حوالہ کیلئے ملاحظہ فرمائیں سورت مریم میں قَالَ اٰیَتُکَ اَلَّا تُکَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَ لَیَالٍ سَوِیًّا ﴿۱۰﴾ (10-19) اس مقام پر جو تین راتیں لوگوں کے ساتھ باتیں کرنے کی منع کی گئی ہے تو ان میں دنوں کو بھی شامل سمجھا جائے گا اسی طرح سورت اٰل عمران میں ہے کہ قَالَ اٰیَتُکَ اَلَّا تُکَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَۃَ اَیَّامٍ اِلَّا رَمۡزًا ؕ (41-3) اس جگہ ذکر تو صرف دنوں کا ہے لیکن راتیں بھی انمیں ازخود بغیر ذکر کے مراد لی جائیں گی سو لیلۃ القدر کی معنی دور اور زمانہ ہے جس عرصہ میں نزول قرآن ہوا، سو لیلۃ القدر کی معنی وہ دور اور زمانہ ہے جس میں تنزل الملائکۃ والروح فیھا جن ہزار مہینوں کے دور میں نزول قرآن ہو یا جس عرصہ میں نزول قرآن ہوتا رہے گا وہ سارا دور لیلۃ القدر ہے وہ سارا دور لیلۃ مبارکۃ ہے صرف بارہ گھنٹے والی ایک رات نہیں۔ روح کی معنی قرآن، جس کیلئے ملاحظہ فرمائیں وَکَذٰلِکَ اَوۡحَیۡنَاۤ اِلَیۡکَ رُوۡحًا مِّنۡ اَمۡرِنَا ؕ (سورت الشوریٰ آیت 52) یعنی اسی طرح وحی کی ہم نے تیری طرف روح، اپنے قانون کے

مطابق۔ لیلۃ القدر اور لیلۃ مبارکہ کی جو معنی لمبا عرصہ اور زمانہ ایک ہزار مہینے کی گئی ہے اسی طرح قرآن حکیم نے لیلۃ کی طرح ایک دن کو بھی ایک ہزار سال کا دور اور عرصہ تعبیر فرمایا ہے پھر یقین سے اس میں دن کی طرح راتیں بھی ہوں گی پڑھ کر دیکھیں سورت الحج کی آیت نمبر 47 یہ تو ایک دن کا اتنا دورانیہ ہوا لیکن قرآن حکیم نے تو سورت المعارج میں ایک دن کا دور اور زمانہ پچاس ہزار سال بھی بتایا ہے فرمایا کہ تَعۡرُجُ الۡمَلٰٓئِكَةُ وَ الرُّوۡحُ اِلَيۡهِ فِىۡ يَوۡمٍ كَانَ مِقۡدَارُهٗ خَمۡسِيۡنَ اَلۡفَ سَنَةٍ‌ ۚ‏ (4-70) سو سورت لَيۡلَةُ الۡقَدۡرِ ۙ خَيۡرٌ مِّنۡ اَلۡفِ شَهۡرٍ ؕ‏ (3-97) میں بھی لیلۃ القدر کا دور اور زمانہ عمر نبوت ایک ہزار ماہ کا عرصہ مراد ہے بارہ گھنٹے والی رات مراد نہیں ہے جس میں نفلیں پڑھکر سال کی بجٹ میں برکت مانگی جاتی ہے۔

سو جسطرح ایک ہزار سال کا ایک دن ہوتا ہے (47-22) اور پچاس ہزار سال کا بھی ایک دن ہوتا ہے (4-70) تو پھر ہزار ماہ یعنی 83 سال چار ماہ کی ایک رات کیوں نہیں ہو سکتی؟ اور اسے نزول قرآن کی وجہ سے قرآن حکیم نے لیلۃ القدر بھی کہا اور لیلۃ مبارکۃ بھی کہا (3-44) اب مہربان قارئین کو آیت لَيۡلَةُ الۡقَدۡرِ ۙ خَيۡرٌ مِّنۡ اَلۡفِ شَهۡرٍ ؕ‏ (3-97) کی آنیوالی آیت کریمہ میں مزید تعارفی تشریح اور تفسیر پر بھی غور کرنا ہے جو آیت لفظ تنزل کے ساتھ شروع ہوئی ہے یہ لفظ علم صرف میں مضارع کا صیغہ ہے جس کے خواص میں سے اسکے عمل میں حال اور مستقبل کے دونوں زمانے مراد لئے جاتے ہیں پھر تنزل کی معنی ہو گی نازل ہوتے رہیں گے ان ہزار مہینوں کے عرصہ میں ملائک اور قرآن انکے رب کے قانون کے ساتھ سارے معاملوں کے احکام۔ سلامتی کے ساتھ اتنے تک جو افق کے اوپر صبح ابھر آئے۔ محترم قارئین یہ صاف صاف معنوں میں عمر رسول نہیں تو اور کیا معنی ہو سکتی ہے؟ میں قارئین کی خدمت میں قرآن کو قرآن سے سمجھنے کیلئے سورۃ القدر کی تفسیر اور تعبیر سمجھنے کیلئے اپیل کرتا ہوں کہ سورت الدخان کی آیات شروع سے نمبر سات تک کے اوپر ملا کر غور فرمائیں جن میں فرمایا گیا ہے کہ اللہ حلیم اور حمید کا فرمان ہے کہ ہم نے اس کھلی کتاب کو نازل کیا برکت والی رات میں ہم ازل سے ڈرانے والے رہے ہیں (نافرمانیوں سے) اسی مبارک رات میں (یعنی دور نبوت 83 سال چار ماہ میں) فیصلہ کیا جائے گا (4-44) ہر معاملہ کا حکمت کے ساتھ۔ اسکے بعد محترم

قارئین کو اگلی آیت (5-44) کے اوپر غور کرنا چاہیے کہ یہ ایسے سارے فیصلوں کیلئے ہم اپنی طرف سے رسول کو بھیجنے والے ہوتے ہیں جو رسول اور اس کو دی ہوئی کتاب مبین تیرے رب کی طرف سے رحمت ہی ہوا کرتی ہے۔

میں پھر سے غور کرنے کی اپیل کرتا ہوں کہ لیلۃ مبارکۃ میں سارے معاملے نمٹانے کیلئے اور ہزار ماہ کے دور میں نزول ملائکہ اور قرآن کے الفاظ کو آیت (5 تا 3-44) سے ملا کر غور کیا جائے تو تصریف آیات کا قانون (41-17) خود بخود عمر نبوت اور زمانہ ہزار ماہ سے دور رسالت کی ہی نشاندہی کر رہا ہے۔

جن لوگوں نے لیلۃ القدر کی معنی بارہ گھنٹے والی رات قرار دی ہے وہ لوگ اس میں نزول قرآن کی دھیرے دھیرے نازل کرنے والی قرآنی اطلاع کے بعد پھنس گئے ہیں پھر اپنی جہالت کو چھپانے کیلئے لکھتے ہیں کہ قرآن پہلی بار دنیاوی آسمان تک سارا کا سارا ایک ساتھ اترا ہے اس کے بعد تھوڑا تھوڑا کر کے زمین پر اتارا گیا ہے یہ جاہلانہ حیلہ ہے لیلۃ القدر کو ہزار ماہ کے عمر والے عرصہ سے کاٹ کر الگ کرنے کا۔ ورنہ رواں دور میں بٹن دبانے سے لاکھوں میل پرے ای میل کے ذریعے واٹس ایپ کے ذریعے منٹوں میں کتابیں بھیجی جاتی ہیں سو قرآن سمجھنے کیلئے بیچ میں اسٹیشن کیوں۔ ویسے جن لوگوں نے اپنی حدیثوں میں نزول قرآن کو ساوی جغرافیائی جگہوں سے منتھی کیا ہے ایسے لوگ کیا نہیں جانتے کہ وَلَمَّا جَآءَهُمْ كِتٰبٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ (89-2) کہ قرآن اللہ کے ہاں سے ملا ہے اللہ کا آسمانوں سے تعلق جوڑنا یہ اسکے لئے مکان ثابت کرنا ہے جب کہ وہ لامکان ہے ہر جگہ موجود ہے۔ مطلب کہ لیلۃ القدر کی معنی بارہ گھنٹے والی رات قرار دینا اور قرآن کا پہلا نزول نچلے آسمان تک بتانا یہ سب حدیث سازوں کے حیلے ہیں جن سے وہ عمر رسول کو گم رکھنا چاہتے ہیں ورنہ اللہ عزوجل نے تو اپنے رسول کو بتایا ہوا ہے کہ ہم نے تجھ پر جو قرآن نازل کیا ہے وہ جدا جدا مسائل کے حوالوں سے نازل کیا ہے تا کہ ٹھہر ٹھہر کر دھیرے دھیرے تو انکے سامنے پڑھ اور نافذ کرتا چل (سورت الاسراء 17- آیت 106) جب اللہ کا نزول قرآن سے مقصد ہی مسائل زمانہ کے حوالوں سے لوگوں کو اسے پڑھانا ہے تو پھر اسے ایک ہی بار سارا قرآن دنیاوالے آسمان تک اتارنے کے بعد وہاں اسٹور کر کے رکھنے سے کیا مقصد؟

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَلَقَدۡ وَصَّلۡنَا لَهُمُ الۡقَوۡلَ لَعَلَّهُمۡ يَتَذَكَّرُوۡنَ ؕ﴿۵۱﴾ (28-51)

(خلاصہ)یقین سے ہم نے لوگوں کے لئے ملا کر لائے ہیں (اصولوں کے) اقوال تا کہ وہ سمجھ سکیں۔

جناب خاتم الانبیاء علیہم السلام کی عمر مبارک قرآن حکیم کی رہنمائی کے مطابق چالیس سال نبوت ملنے سے پہلے (15-46) اور نبوت ملنے کے بعد ایک ہزار ماہ یعنی 83 سال چار ماہ جو کل ہوئی 123 سال اور 4 ماہ سے متعلق میرے مضمون پر میرے پاس جو استفساری یا اختلافی سوال پہنچا ہے آیت کریمہ وَ اِذَا الرُّسُلُ اُقِّتَتۡ ﴿ؕ۱۱﴾ - لِاَیِّ یَوۡمٍ اُجِّلَتۡ ﴿ؕ۱۲﴾ (11-12-77) رسولوں کی عمر کے بارے میں ہونے کو کوئی چلینج نہیں کر سکا۔ کیونکہ اس کی معنیٰ کھلی ہے کہ جب سارے رسولوں کو ان کی مشن کی تکمیل کے لئے اجل (موت) کا وقت بتایا گیا ہے کہ وہ کتنا ہے۔ (3-97) کے بارے میں نہیں تھا۔ البت وہ سوال سورۃ القدر کے ایک ہزار ماہ کو عمر رسول میں سے شمار کرنے کے متعلق ہے اور بس۔ سو میں کھلے دل سے یہ سوال کرنے والوں کا حق قرار دیتے ہوئے قبول کرتا ہوں جواب حاضر ہے۔

مہربان قارئین کو سورۃ القدر کی آیت نمبر 4 پر گہرائی سے غور کرنے کی اپیل کرتا ہوں۔ آیت نمبر 3 میں فرمایا گیا ہے لیلۃ القدر کا دور اور عرصہ مطلق ایک ہزار ماہ سے بہتر ہے۔ یہاں غور طلب بات ہے کہ لیلۃ القدر سے مراد تَنَزَّلُ الۡمَلٰٓئِکَۃُ وَ الرُّوۡحُ فِیۡهَا بِاِذۡنِ رَبِّهِمۡ ۚ مِنۡ کُلِّ اَمۡرٍ ۙ﴿ۛ۴﴾ (4-97) یعنی جس عرصہ میں نزول ملائکہ ہو اور نزول قرآن ہو ان کے رب کے اذن سے جملہ قوانین کے حوالوں سے۔۔ روح بمعنی قرآن (بحوالہ سورۃ النحل 16 آیت نمبر 2) اب کوئی بتائے کہ کیا نزول قرآن کا عرصہ اور دور جناب نبی علیہ السلام کی حیات طیبہ کے بغیر ہو سکے گا۔؟؟؟ جو نبی موجود نہ ہو اور ایک ہزار ماہ تک بغیر نبی کے نزول ملائکہ اور نزول روح (قرآن) ہوتا رہے آیت نمبر (2-97) میں رب تعالیٰ اپنے نبی کو بتا رہا ہے کہ وَ مَاۤ اَدۡرٰىکَ مَا لَیۡلَۃُ الۡقَدۡرِ ؕ﴿۲﴾ کیا تو جانتا ہے کہ لیلۃ القدر کیا ہے جس میں نزول ملائکہ اور نزول قرآن مسلسل ایک ہزار ماہ جاری رہے گا۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟؟ مطلب کہ نبی جب ہزار ماہ زندہ رہے گا تو اس پر نزول قرآن ہو گا۔ سو بتایا جائے کہ یہ ہزار ماہ حیات رسالت نہیں ہوئی تو اور کیا ہوئیَ؟۔

یعنی کہ عرصہ لیلۃ القدر میں نبوت ملی جو الف شہر ہزار ماہ عمر رسالت کا عرصہ ہوا۔ تَنَزَّلُ الۡمَلٰٓئِکَۃُ وَ الرُّوۡحُ فِیۡهَا سے مراد اس عرصہ اور دور نبوت میں نزول ملائکہ اور نزول قرآن ہوتا رہا۔

وَ لَتَعۡلَمُنَّ نَبَاَهٗ بَعۡدَ حِیۡنٍ ﴿۸۸﴾

اور ضرور جان لوگے تم قرآن کی خبر کو، وقت تو گذرنے دو!!!

آگے آگے دیکھیے ہوتا ہے کیا۔